قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 8/ دسمبر 2022ء | 13/ جمادی الاول 1444 ہجری قمری | 8/ فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:269

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَہُمۡ عَذَابُ جَہَنَّمَ وَلَہُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ ﴿۱۱﴾

(البروج:11)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو فتنہ میں ڈالا پھر توبہ نہیں کی تو اُن کے لئے جہنّم کا عذاب ہے اور اُن کے لئے آگ کا عذاب (مقدر) ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کی ایک ایسی دلیل ہے کہ اگر انصاف پسند مسلمان سورۃ البروج پر غور کریں تو احمدیوں پر ہونے والے ظلم اور خاص طور پر ایسے ظلموں کے بارے میں اپنے علماء، اپنے لیڈروں، اپنے سیاستدانوں، اپنی حکومتوں کے رویوں اور احمدیت کی مخالفت میں جو عمل یہ لوگ دکھاتے ہیں اور کرتے ہیں ان کی حقیقت کھل جائے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر یقین کر لیں اور اس ظلم کا حصہ نہ بنیں جو ظالم لوگ یا ان کے چیلے احمدیوں پر کرتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کلام سمجھنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے ایک فرستادے کی ضرورت ہے۔ لیکن ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اس کی بات تو یہ لوگ بالکل سننا نہیں چاہتے اور اس لئے ظلموں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان آیات کی مختصر وضاحت مَیں یہاں کر دیتا ہوں۔ جس برجوں والے آسمان کی یہاں قسم کھائی گئی ہے اس سے مراد آسمان کے بارہ برج ہیں، ستارے ہیں سیارے ہیں جن کے بارے میں علم ہیئت والے بتاتے ہیں۔ یہاں تمثیلی رنگ میں ان روحانی برجوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کا اسلام کی تاریخ سے اہم تعلق ہے اور اس سے مراد بارہ مجدّدین ہیں جو اسلام کے آسمان پر سورج غروب ہونے کے بعد اپنی روشنی دینے کے لئے چمکے یا کچھ عرصے کے لئے روشنی دیتے رہے۔ اس عرصے کے بارے میں احادیث بھی موجود ہیں اور پرانے علماء بھی صاد کرتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ بارہ صدیوں میں بارہ دفعہ اسلام کے تاریک زمانے یا روشنی کی کرنیں پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو لوگ بھیجے انہیں تو مسلمان مانتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالۡیَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ کہ وہ دن جس کا وعدہ دیا جاتا ہے، اس کی قسم کھا کر جب تیرہویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کے مطابق موعود مامور بھیجا تو انکار کرنے لگ گئے۔

(خطبہ جمعہ یکم اگست 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں، ہم بے زار بیٹھے ہیں (منظوم)
- دل پاک نہیں ہوسکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو (مسیح موعودؑ)
- حضرت ملک نادر خانؓ کا تعارف
- دعاؤں کی چھاؤں میں
- حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پر وفات نہیں پائی
- آؤ! اُردو سیکھیں
- This Week with Huzoor

فرمانِ رسولؐ

حضرت خَبابؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے اور آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ ہمارے لیے دعا نہیں کریں گے اس قوم کے خلاف جن کی نسبت ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمیں ہمارے دین سے نہ پھیر دیں؟ تو آپؐ نے مجھ سے اپنا چہرہ تین مرتبہ پھیرا اور جب بھی میں آپؐ سے یہ عرض کرتا تو آپؐ اپنا منہ موڑ لیتے۔ تیسری دفعہ آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صبر کرو۔ خدا کی قسم! تم سے پہلے خدا کے ایسے مومن بندے گزرے ہیں جن کے سر پر آرا رکھ دیا جاتا اور انہیں دو ٹکڑے کر دیا جاتا مگر وہ اپنے دین سے پیچھے نہ ہٹے۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تمہاری راہیں کھولنے والا اور تمہارے کام بنانے والا ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم جلد 3 صفحہ 431-432 کتاب معرفۃ الصحابۃ باب ذکر مناقب خبّاب بن الارت حدیث 5643)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

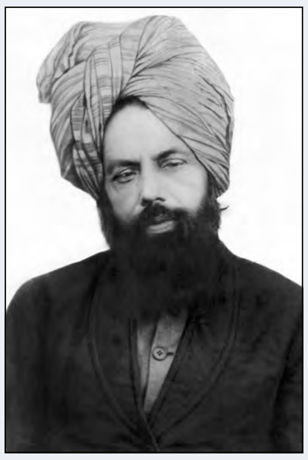

مصیبتوں کو بُرا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ مصیبتوں کو برا سمجھنے والا مومن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۶﴾ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ یہی تکالیف جب رسولوں پر آتی ہیں تو ان کو انعام کی خوشخبری دیتی ہیں اور جب یہی تکالیف بدوں پر آتی ہیں تو ان کو تباہ کر دیتی ہیں۔ غرض مصیبت کے وقت قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنا چاہئے کہ تکالیف کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا طلب کرے۔

جو نیک کام مومن کرتا ہے اس کے لئے اجر مقرر ہوتا ہے۔ مگر صبر ایک ایسی چیز ہے جس کا ثواب بے حد و بے شمار ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہی لوگ صابر ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو سمجھ لیا۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کی زندگی کے دو حصّے کرتا ہے جو صبر کے معنی سمجھ لیتے ہیں۔ اوّل جب وہ دعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے جیسا کہ فرمایا اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المؤمن:61) اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:187) دوم بعض دفعہ اللہ تعالیٰ مومن کی دعا کو بعض مصلحت کی وجہ سے قبول نہیں کرتا تو اس وقت مومن خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ تنزل کے طور پر کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن سے دوست کا واسطہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ دو دوست ہوں ان میں سے ایک دوسرے کی بات تو کبھی مانتا ہے اور کبھی اس سے منواتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس تعلق کی مثال ہے جو وہ مومن سے رکھتا ہے۔ کبھی وہ مومن کی دعا کو قبول کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المؤمن:61) اور کبھی وہ مومن سے اپنی باتیں منوانی چاہتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ پس اس بات کو سمجھنا ایمانداری ہے کہ ایک طرف زور نہ دے۔

مومن کو مصیبت کے وقت میں غمگین نہیں ہونا چاہئے۔ وہ نبی سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ مصیبت کے وقت ایک محبت کا سر چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ مومن کو کوئی مصیبت نہیں ہوتی جس سے اس کو ہزارہا قسم لذّت نہیں پہنچتی...

خدا تعالیٰ کے پیاروں کو گناہ سے مصائب نہیں پہنچتے... مومن کے جوہر بھی مصائب سے کھلتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھوں اور نصرت کے زمانے پر آپ کے اخلاق کو کس طرح ظاہر کیا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف نہ پہنچتے تو اب ہم ان کے اخلاق کے متعلق کیا بیان کرتے۔ مومن کی تکالیف کو دوسرے بیشک تکالیف سمجھتے ہیں مگر مومن اس کو تکالیف نہیں خیال کرتا۔ یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنی سچی توبہ پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ توبہ سے اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ اور اگر توبہ کے ثمرات چاہتے ہو تو عمل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرو۔ دیکھو! جب مالی بوٹا لگاتا ہے پھر اس کو پانی دیتا ہے اور اس سے اس کی تکمیل کرتا ہے اسی طرح ایمان ایک بوٹا ہے اور اس کی آبپاشی عمل سے ہوتی ہے اس لئے ایمان کی تکمیل کے لئے عمل کی از حد ضرورت ہے۔ اگر ایمان کے ساتھ عمل نہیں ہوں گے تو بوٹے خشک ہو جائیں گے اور وہ خائب و خاسر رہ جائیں گے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 603-604)

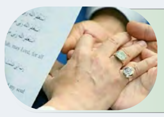

دربارِ خلافت

اب جو جماعتِ اَتقیاء ہے خدا اُس کو ہی رکھے گا

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپ (حضرت مسیح موعودؑ) فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ (آل عمران:56) یہ تسلّی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابنِ مریم سے ہوا تھا، مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابنِ مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارتِ عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصّہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سُن لو۔ مَیں ایک بار پھر اُن لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں، بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسانِ کامل ؐکی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی، مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے، تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔

اس سے زیادہ اور مَیں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اُس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ۔ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر اَبدی عذاب خرید لیتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 64-65 ایڈیشن 2003ء)

’’ہماری جماعت کو یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ وہ اس امر کو مدّنظر رکھیں جو مَیں بیان کرتا ہوں۔ مجھے ہمیشہ اگر کوئی خیال آتا ہے تو یہی آتا ہے کہ دنیا میں تو رشتے ناطے ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے خوبصورتی کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ بعض خاندان یا دولت کے لحاظ سے اور بعض طاقت کے لحاظ سے۔ لیکن جنابِ الٰہی کو ان امور کی پرواہ نہیں۔ اُس نے تو صاف طور پر فرما دیا کہ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات:14) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے جو متقی ہے۔ اب جو جماعتِ اَتقیاء ہے‘‘ (متقیوں کی جماعت ہے) ’’خدا اُس کو ہی رکھے گا اور دوسری کو ہلاک کرے گا۔ یہ نازک مقام ہے اور اس جگہ پر دو کھڑے نہیں ہو سکتے کہ متقی بھی وہیں رہے اور شریر اور ناپاک بھی وہیں۔ ضرور ہے کہ متقی کھڑا ہو اور خبیث ہلاک کیا جاوے اور چونکہ اس کا علم خدا کو ہے کہ کون اُس کے نزدیک متقی ہے۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو متقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 177 ایڈیشن 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو، ہم میں سے ہر ایک کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد کو سمجھنے کی توفیق دے۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنے کی توفیق دے اور یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ میں نے جو باتیں کی ہیں یہ باتیں صرف جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے نہیں ہیں یا وہی صرف مخاطب نہیں ہیں بلکہ دنیا میں بسنے والا ہر احمدی اس کا مخاطب ہے۔

(خطبہ جمعہ 27/ دسمبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں، ہم بے زار بیٹھے ہیں

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے، باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری! راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں، ہم بے زار بیٹھے ہیں

تصور عرش پر ہے اور سر ہے پائے ساقی پر
غرض کچھ اور دُھن میں اس گھڑی مے خوار بیٹھے ہیں

بسانِ نقشِ پائے رہرواں کوئے تمنا میں
نہیں اٹھنے کی طاقت، کیا کریں، لاچار بیٹھے ہیں

یہ اپنی چال ہے افتادگی سے ان دنوں پہروں
نظر آیا جہاں پر سایۂ دیوار بیٹھے ہیں

کہیں ہیں صبر کس کو، آہ ننگ و نام ہے کیا شے
غرض رو پیٹ کر ان سب کو ہم یک بار بیٹھے ہیں

نجیبوں کا عجب کچھ حال ہے اس دور میں یارو!
جسے پوچھو یہی کہتے ہیں ہم بے کار بیٹھے ہیں

نئی یہ وضع شرمانے کی سیکھی آج ہے تم نے
ہمارے پاس صاحب ورنہ یوں سو بار بیٹھے ہیں

بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشآ!
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

انشاء اللہ خان انشآ

اداریہ

دل پاک نہیں ہوسکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو (مسیح موعودؑ)

انسانی اعضاء کا آپس میں بڑا گہرا اور مربوط ربط ہوتا ہے جو ایک دوسرے کو سپورٹ کرتے اور ایک دوسرے کے لیے تقویت کا باعث بنتے ہیں۔ اسی طرح روحانی معنوں میں بھی ایک مومن کے مادی اعضاء ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''دل پاک نہیں ہوسکتا
جب تک آنکھ پاک نہ ہو۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 164-165)

انسانی اعضاء میں دل اور دماغ کو خاص مقام حاصل ہے۔ یہی دو بڑے ارگنز ہیں جو انسانی اعضاء کو کنٹرول کرتے ہیں۔ دل فیل ہو جائے تو تمام اعضاء کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ خاکسار کے مختلف اعضاء پر 6 مضامین بعنوان ''انسانی اعضاء کا برمحل استعمال'' روزنامہ الفضل ربوہ پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں دل اور آنکھ کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کی گئی ہے۔ آج اس کے ایک پہلو پر روشنی ڈالنی مقصود ہے۔ جس میں آنکھ کو دل پر روحانی پاکیزگی میں اولیت حاصل ہے۔ ویسے تو دل کی پاکیزگی بھی ضروری ہے لیکن آنکھ کی پاکیزگی، دل کو پاکیزہ کرنے اور رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اسی طرح آنکھ کو دیگر اعضاء میں غیرمعمولی اہمیت حاصل ہے۔ یہ ایک فطری کیمرہ ہے جو دماغ سے منسلک ہے اور روشنی حاصل کر کے دماغ تک پہنچا کر ایک تصویر بناتا ہے۔ اس تصویر کا عکس دل پر بھی ابھرتا ہے۔ اگر وہ تصویر صاف و پاک ہے تو دل پر پاک و صاف تصویر بنے گی۔ اگر تصویر گندی ہے تو دل پر بھی اس کا اثر ہوگا۔

سب سے اول اگر ہم آنکھ کو محبت کرنے کا پہلا زینہ سمجھیں جیسا کہ ہے کہ عشق کا آغاز ہوتا ہی آنکھ سے ہے جو دل پر اثر کر کے دو دل آپس میں ملتے ہیں۔ اس حوالہ سے اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غض بصر کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو علیحدہ علیحدہ مخاطب ہو کر غض بصر کی تلقین فرمائی ہے اور مردوں کو پہلے مخاطب ہو کر فرمایا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ

(النور: 31)

ترجمہ: مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ، جو وہ کرتے ہیں، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اور عورتوں کو غض بصر سے کام لینے کی یوں نصیحت فرمائی:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(النور: 32)

ترجمہ: اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

آنکھ کا لذت کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے خواہ وہ شہوانی لذت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر یہ لذت پاک ہو تو دل پر نیک اثر کرے گی اور اگر یہ لذت بد ہے تو دل پر بدی کے آثار نمایاں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں جنت کی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ (الزخرف: 72) کہہ کر فرمایا کہ ان نعمتوں سے ان کی آنکھیں لذت پائیں گی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق جو یہ فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ یہاں ٹھنڈک سے مراد لذت ہی ہے جو دل پر اثر کرتی ہے۔

دل اور آنکھ کی مناسبت سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدنظری ابلیس یعنی شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جو شخص اسے میرے خوف کی وجہ سے ترک کر دے وہ ایک ایسی ایمانی قوت پائے گا جس کی لذت اور حلاوت دل میں محسوس ہوگی۔

(الترغیب و الترھیب جلد 3 صفحہ 153)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 343-344)

غیرمحل پر نگاہ ڈالنا ایک معاشرتی بدی ہے جس سے رکنے کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ان الفاظ میں دیا کہ راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی مجبوری بیان فرمائی کہ ہمارے پاس گھروں میں بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر فرمایا راستے کا حق یہ ہے کہ نگاہ نیچے رکھو، تکلیف دہ چیزوں کو دور کرو، سلام کا جواب دو، نیکی کا حکم دو اور بدی سے روکو۔

(مسلم)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کو ایک نابینا صحابی حضرت عبد اللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ سے پردہ کا حکم دیا۔

(سنن ابو داؤد حدیث نمبر 720)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو ایک جگہ یوں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''غض بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لیے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہوتا ہو کہ جس چیز پر ایک دفعہ نظر پڑ جائے پھر اس کو دیکھتے ہی چلے جانا ہے۔ نظر کس طرح ڈالنی چاہیے اس کی آگے حدیث سے وضاحت کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے علامہ طبری کا جو بیان ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ غض بصر سے مراد اپنی نظر کو ہر اس چیز سے روکنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔

(تفسیر الطبری جلد 18 صفحہ 116-117)

تو مردوں کے لیے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہیے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لیے اس تمدنی زندگی میں غض بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی۔''

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 102-103)
(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 444)

پھر مومن عورتوں کے لیے حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لیے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔''

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 86-88)

پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پہلے کہا کہ غض بصر سے کام لو۔ کیوں؟ اس لئے کہ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ کیونکہ یہ بات پاکیزگی کے

بقیہ صفحہ 11 پر

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت ملک نادر خانؓ

سرکال کسر ضلع چکوال

حضرت ملک نادر خان صاحبؓ ولد ملک جہان خان صاحب موضع سرکال کسر (Sarkal Kasar) ضلع چکوال کے رہنے والے تھے۔ آپ کی والدہ شاہنی بانو صاحبہ قریبی گاؤں پنڈوری کی رہنے والی تھیں۔ آپ کے والد سکول ٹیچر تھے۔ حضرت ملک صاحبؓ 1879ء میں پیدا ہوئے، ابھی آپ پانچ سال کے تھے کہ آپ کے والد صاحب کی وفات ہوگئی جس کے بعد آپ کی والدہ آپ کو لے کر پنڈوری آ گئیں۔ حصول تعلیم کے بعد آپ 1890ء کی دہائی میں مشرقی افریقہ چلے گئے اور کینیا میں محکمہ پولیس میں بھرتی ہوگئے۔ 1896ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ بھی ملازمت اور روزگار کے سلسلے میں مشرقی افریقہ پہنچے جنہوں نے ساتھ ہی احمدیت کا پیغام بھی اس علاقے میں پہنچایا، انہی صحابہ میں ایک حضرت حافظ محمد اسحاق بھیروی رضی اللہ عنہ یکے از 313 بھی تھے جن کی تبلیغ اور تحریک سے آپ 1897ء میں احمدیت سے وابستہ ہوگئے، آپ بیان کرتے ہیں:

''جب میں نے 1897ء میں بذریعہ چٹھی بیعت کی اس وقت افریقن پولیس میں ملازم تھا۔ (ممباسہ ایسٹ افریقہ) بھائی محمد افضل صاحب مرحوم نے احمدیت کا بیج اس ملک میں بویا۔ بابو محمد اسحاق صاحب بھیروی اوور سیئر میری بیعت کے محرک تھے۔ میرے ساتھ دو دوسرے دوستوں نے بھی بیعت کی چٹھیاں لکھیں۔ ان کے نام بدر دین ٹھیکے دار اور فضل دین قصاب تھے لیکن ان کو جہاں تک مجھے علم ہے بیعت کی منظوری کی اطلاع نہیں ملی تھی نہ ان کے حالات میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی۔ صرف مجھے بیعت کی منظوری کی چٹھی ملی تھی اور اس وقت سے میرے اندر خود بخود گناہ چھوڑ دینے اور نیکی پر چلنے کی تحریک پیدا ہوگئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا اور بہت بڑا معجزہ تھا۔

سال 1901ء میں قادیان پہنچ کر حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس وقت محاسب کے دفتر کے سامنے والی گلی بند تھی اور حضرت اقدس نے مسجد مبارک والے حصہ میں چھت پر بیعت لی تھی۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے حضور سے درخواست کی تھی کہ یہ دوست (میری طرف اشارہ کر کے) جانے والے ہیں بیعت لی جائے۔ چنانچہ حضور نے اسی وقت مغرب کے بعد بیعت لے لی اور کوئی قابل ذکر بات یاد نہیں۔ البتہ حضرت اقدس کے زمانہ میں دعائیں بکثرت قبول ہوتی تھیں اور کوئی غیر معمولی بات ایسی نہیں ہوتی تھی جس کی اطلاع خواب کے ذریعہ پہلے نہ دی جاتی تھی۔''

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 5 صفحہ 72)

حضرت بابو محمد افضل رضی اللہ عنہ آف لاہور یکے از 313 (وفات: مارچ 1905ء) جن کا ذکر اوپر روایت میں ہوا ہے، نے 1901ء میں اخبار الحکم میں ''مشرقی افریقہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی کارروائی کی مختصر پنجسالہ رپورٹ'' شائع کرائی جس میں ''تفصیل بیعت کنندگان جنہوں نے افریقہ میں حضرت اقدسؑ سے بیعت کی'' عنوان کے پچاس کے قریب احباب کے نام درج ہیں جس میں آپ کا نام ''نادر خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر'' بھی درج ہے۔

(الحکم 10/اپریل 1901ء صفحہ 14)

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ قادیان آ گئے اور محلہ دار الرحمت میں رہائش رکھی۔ گذر بسر کے لیے قادیان میں آپ نے ایک دکان کھول لی۔ تاریخ احمدیت جلد ہشتم کے آخر میں قادیان کے صحابہ کی ایک فہرست دی گئی ہے جس میں آپ کا نام 93 نمبر پر ''ملک نادر خان صاحب دوکاندار'' درج ہے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ پھر اپنے آبائی گاؤں سرکال کسر میں آ گئے۔ یہاں کے حالات کا بھی زیادہ علم نہیں ہو سکا البتہ یہاں دکانداری کے حوالے سے آپ کا ایک خط محفوظ ہے جو آپ نے حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحبؓ آف رسول نگر ضلع گوجرانوالہ کو لکھا تھا جس میں آپ لکھتے ہیں:

مکرمی جناب ڈاکٹر محمد بخش صاحب

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

میں نے بہت عرصہ ہوا آپ کو لکھا تھا کہ میرا ایک دوست جو بینک کا مینجر ہے اور چکوال میں ہے، نے پیغام بھیجا ہے کہ جتنے روپیہ کی دوکان کے لیے ضرورت ہوگی وہ دے دے گا۔ چکوال میں دکان کھولی جاوے اور اس کو حصہ دار رکھا جاوے چونکہ میں اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا، آپ سے پوچھا تھا کہ کیا آپ بھائیوالی کے لیے تیار ہیں…. آپ کا نادر خان ملک۔ موضع سرکال کسر ڈاکخانہ خاص ضلع جہلم براستہ ڈھڈیال۔ 27/8/1948ء

(اصل خط مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن کے پاس محفوظ ہے۔)

آپ نے 15/فروری 1956ء کو بعمر 77 سال وفات پائی، بفضلہ تعالیٰ 1/9 حصہ کے موصی (وصیت نمبر 304) تھے۔ خبر وفات دیتے ہوئے آپ کے بیٹے ملک محمد افضل صاحب نے لکھا:

''میرے والد مکرم ملک نادر خان صاحب ساکن سرکال کسر ضلع جہلم 15/فروری کو چند دن بیمار رہ کر انتقال فرما گئے ہیں، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ…. تابوت جمعہ کی صبح کو بذریعہ ٹرک راولپنڈی سے ربوہ لایا گیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ صحابی اور موصی تھے۔ آپ کی بیعت 1900ء سے پہلے کی تھی۔ آپ کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں جگہ دی گئی…. ملک محمد افضل۔''

(الفضل 23/فروری 1956ء صفحہ 4)

آپ کی اہلیہ کا نام محترمہ بیوی جان صاحبہ تھا، انہوں نے 16/ اپریل 1935ء کو دار الرحمت قادیان میں وفات پائی۔

(الفضل 26/ اپریل 1935ء صفحہ 2 کالم 4)

آپ کی اولاد میں ایک بیٹی اور تین بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں:

1. جلال خاتون صاحبہ (ولادت: 1904ء۔ وفات: 1999ء)
2. محمد عثمان ملک صاحب (ولادت: 1915ء۔ وفات: 1989ء)
3. کرنل محمد صادق ملک صاحب (ولادت: 1919ء۔ وفات: 2008ء)
4. محمد افضل ملک صاحب مورڈن یوکے (ولادت: 1924ء۔ وفات: 2011ء)

(نوٹ: آپ کی تصویر اور خاندانی تفصیل آپ کی پوتی محترمہ نصرت سفیر صاحبہ بنت ملک محمد افضل صاحب آف یوکے نے مہیا کی ہے، فجزاھا اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔)

دعا کا تحفہ

نیا کپڑا پہننے کی دعا

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اُس کپڑے یعنی قمیص، چادر یا پگڑی وغیرہ کا نام لے کر یہ دُعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ

(ابوداؤد کتاب اللباس)

ترجمہ: اے اللہ! سب تعریف تیرے لئے ہے تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا۔ مَیں اس کپڑے کی خیر و برکت تجھ سے طلب کرتا ہوں اور وہ خیر و بھلائی بھی جو اِس کپڑے کا مقصد ہے۔ اور اے اللہ! مَیں اِس کپڑے کے شرّ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اُس شرّ سے بھی جو اِس کی وجہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 102)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

دعاؤں کی چھاؤں میں

قسط دوئم و آخر

قسط اول کے لیے دیکھیں الفضل آن لائن مؤرخہ یکم دسمبر 2022ء

14/ ستمبر 1990ء کو منزہ ناصر کے نام حضور رحمہ اللہ نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا: ’’آپ عطر کا تحفہ جو چھوڑ گئی تھیں اس کے ساتھ ایک چٹ پر عطر سے کہیں زیادہ معطر شعر لکھے ہوئے تھے۔ آپ کو تو عزیزہ امۃ الباری کی مدد کے بغیر شعر ٹھیک سے پڑھنے بھی نہیں آتے، آپ نے کیسے ایسے اچھے، سادہ مگر بہت پُر اثر شعر کہہ لئے۔ جذبات تو صاف پہچانے جاتے ہیں کہ آپ کے ہیں۔ شعر ضرور امۃ الباری سے آرڈر پر بنوائے ہوں گے۔ بنانے اور بنوانے والے دونوں شکریہ کے لائق ہیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہ اَحْسَنُ الْجَزَاء۔

اللہ نے اتنی پیاری محبت کرنے والی ہر آواز پر لبیک کہنے والی جماعت کا مجھے خادم بنایا ہے شکر ادا کرتے کرتے مر بھی جاؤں تو شکر کا حق ادا نہ ہو۔‘‘

23/ مارچ 1994ء کا درج ذیل خط پڑھ کر ہم جھوم ہی اُٹھے دونوں کو خوش کر دیا: ’’آپ کا خط ملا۔ فصاحت و بلاغت اور خیالات کی جو پاکیزگی اور اُڑان اس میں دکھائی دی اس سے پہلے تو میں سمجھا تھا کہ یہ باری کا خط ہو گا لیکن جب دیکھا تو آپ کا خط نکلا۔ ماشاء اللہ چشم بد دور باری جتنا اچھا شعر کہہ سکتی ہیں آپ اُن سے کم نثر نہیں لکھتیں۔‘‘

23/ دسمبر 1994ء کا مکتوب ایک ساتھ ہم دونوں کے نام تھا اور نہایت پُر لطف۔ تحریر فرمایا: ’’آپ دونوں ہی خدا کے فضل سے منزہ ناصر بھی ہیں اور بہت سی باتوں میں ہم مزاج بھی ہیں اور ہم پیالہ بھی ہیں مگر شرابِ معرفت کی ہم پیالہ اور جب لجنہ کے دفتر جاتی ہیں تو تِلی دال میں ہم نوالہ بھی ہو جاتی ہیں۔ آپ کو جو یہ پریشانی ہے کہ ایک دوسرے کا اشتباہ ہو جاتا ہے تو فرق یوں ہو سکتا ہے۔ کہ ایک اچھی نظمیں کہنے والی اور ایک اچھی نظمیں پڑھنے والی منزہ ناصر ہیں۔ باقی آپ لوگوں کے کام سے بہت خوشی ہوتی ہے آپ دونوں ہی مسلسل محنت سے اپنے دائرے میں خوب خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔ اللّٰھم زد و بارک۔ نظمیں کہنے والی منزہ ناصر کے بچوں کی شادی کی تصویریں اور پاکیزہ گھریلو ماحول میں بے تکلفی سے کھینچی ہوئی تصویر دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ ماشاء اللہ خدا نے اس خاندان کو صرف باطنی صفات سے ہی نہیں نوازا۔ اللّٰھم زد و بارک۔ نظمیں پڑھنے والی منزہ ناصر کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ورثہ میں اچھی آواز دی ہے ماشاء اللہ۔ چشم بد دور۔ لیکن ان کے بچے تو غالباً اکثر ہی چھوٹے ہیں ان کے لئے میری یہی دعا ہے۔

؎ بڑھیں یہ جیسے باغوں میں ہو شمشاد

خدا کرے کہ بشارت کا یہ جھونکا آپ کے لئے بھی شمشاد تک جا پہنچے اور سب بچوں کی طرف سے آپ کو آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہو۔ اپنے میاں اور عزیزوں کو اور ہم نواؤں ہم پیالوں اور اگر لجنہ خصوصیت سے پیش نظر ہو تو ہم پیالیوں اور ہم اداؤں کو محبت بھرا سلام اور پُرخلوص دعائیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور دونوں جہاں کی حسنات سے نوازے اور آپ سے ہمیشہ راضی رہے آمین۔‘‘

ایک اور مکتوب میں آپ رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا:

’’آپ کا خط ملا۔ MTA پر آپ کا تبصرہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ اس فیض کے چشمہ سے لوگوں کو سیراب ہونے کی توفیق دے۔ آپ اور آپ کے بچوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ اور اپنے فضلوں سے نوازے۔

تبرکات کے متعلق تو آپ ان سے حکمت سے اور کسی اور ذریعہ سے بے شک پتہ کریں اور پھر مجھے بھی بتائیں کہ کیا کیا ہے اور اگر کچھ قیمت لے کر بھی دے دیں تو پوچھ کر خرید لیں۔ میں ادائیگی کر دوں گا۔ نغمہ سلطانہ کو بہت بہت سلام پیار۔ اس کے رشتہ کے لئے وہاں بھی کوشش کریں اور مجھے بھی اس کی تصویر اور کوائف بھجوا دیں تو ان شاء اللہ میں بھی نظر رکھوں گا۔ ماشاء اللہ بہت سمجھ دار اور سلجھی ہوئی بچی ہے۔ آپ کی تحریر تو ماشاء اللہ بہت اچھی ہے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ ماشاء اللہ چشم بد دور۔ اللہ علم و عمل میں برکت ڈالے اور ہر آن حافظ و ناصر ہو۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی عنایات کے علاوہ حضرت چھوٹی آپا کی شفقتیں بھی نصیب ہوئیں۔ چھوٹی آپا رحمہ اللہ ربوہ اجتماعات اور شوریٰ پر جانے والے لجنہ کراچی کے وفد کو خصوصی ملاقات کا وقت دیتیں اور خاطر تواضع بھی کرتیں جب کراچی تشریف لاتیں تو عید کا سماں ہوتا۔ مارچ 1994ء میں کراچی تشریف لائیں تو سب عاملہ ممبرات کو احمدیہ ہال میں ایک ملاقات میں بے حد خوبصورت و نفیس کڑھائی والے دوپٹے تحفہ میں عنایت فرمائے۔ ایک برکت بی بی کے حصے میں بھی آیا۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی عہدے داران کو نصائح والے خطبات اور خطابات کے مضامین کا انڈیکس تیار کرنا ان کے سپرد ہوا ربوہ چلی گئیں جولائی کے ایک گرم ترین دن حضرت چھوٹی آپا سے ملنے گئیں دوران گفتگو اپنے کام کا بتایا اور عرض کیا کہ اگر امۃ الحیٰ لائبریری میں الفضل کی فائلیں ہوتیں تو کام آسانی سے ہو جاتا۔ آپ نے بے حد شفقت سے فرمایا کہ ’’خلافت رابعہ کے دور کے الفضل کی فائلیں تو میں بھی بنا رہی ہوں۔ تم میرے پاس آ جایا کرو یا گھر لے جانا ہوں تو لے جایا کرو‘‘ کیسی شفقت تھی دل انتہائی محبت کے جذبات سے لبریز ہو گیا۔ عرض کی چھوٹی آپا صبح کتنے بجے آ کر لے جایا کروں۔ فرمایا میرے پاس تو صبح سورج نکلنے سے پہلے ہی قرآنِ مجید پڑھنے والی طالبات آنے لگتی ہیں۔ جب چاہو آ جایا کرو۔ اس طرح کام بھی آسان ہو گیا اور روزانہ آپ سے ملاقات بھی ہو جاتی۔ گرمیوں میں اپنے باغ کے آموں کا تحفہ بھیجتیں۔ ہم نے قدم قدم پر اللہ پاک کے ایسے کرم دیکھے ہیں کہ بیان کی طاقت نہیں۔ الحمدللہ۔ اکتوبر 1996ء میں اپنے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ کے لئے دعوت دی تو خرابیٔ صحت کے باوجود تشریف لائیں اور گھر بھر کی خوشیوں کو دوبالا کیا۔

خدمات شعبہ مصباح

بحیثیت سیکرٹری مصباح 1990ء سے شروع کر کے بارہ سال خدمت سرانجام دی۔ اس میں بھی دل ڈال کر کام کیا۔ اس وقت کراچی کی گیارہ قیادتوں میں سے آٹھ قیادتوں کے مصباح ربوہ سے صدر لجنہ کراچی کے نام احمدیہ ہال میں آتے تھے۔ رسالوں کی تعداد کے مطابق بل آ جاتا مگر سارے مصباح فروخت نہیں ہوتے تھے قرض بڑھتا چلا جاتا اور ایسا کوئی فنڈ نہیں تھا جس سے قرض ادا ہوتا۔ منزہ ناصر نے چارج لیا تو اس میں اور بھی بہت سے مسائل تھے مصباح کی قیمت بڑھ گئی تھی اور قیادتوں کی تعداد بھی۔ حکمت سے کام کیا سارا نظام ہی بدل دیا۔ مصباح منگوانے کی ذمہ داری قیادتوں کی نگرانوں پر ڈال دی۔ رسالہ کا چندہ بجائے ماہانہ کے سالانہ ادا کرنے لگیں۔ مصباح کے خریداروں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا مصباح کی مالی معاونت بھی بہت بڑھ گئی۔ اس طرح نہ صرف قرض ادا ہو گیا بلکہ جب اس کام سے سبکدوش ہوئیں تو پس انداز کی ہوئی خاصی رقم دفتر میں جمع کروائی۔

خدمات قیادت نمبر 9

سیکرٹری مال قیادت نمبر 9 قریباً سولہ سترہ سال کام کیا اس قیادت میں بہت بڑا علاقہ شامل تھا۔ اس پھیلاؤ کی وجہ سے باوجود انتہائی کوشش کے سال بھر میں ایک ایک گھر سے رابطہ کرنا مشکل ہو گیا تو صدر صاحبہ کراچی کو صورت حال سے آگاہ کیا آپ نے مکمل جائزہ لے کر سارے علاقے کو تین قیادتوں میں بانٹ دیا اپنی نگرانی میں سب جگہ انتخاب کروائے۔ ان کو باقاعدہ انتخاب کے مطابق مرکز کی منظوری کے ساتھ گلشن اقبال غربی قیادت نمبر 18 کی صدر مقرر کیا گیا۔ یہ ذمہ داری 1999ء سے 2001ء تک سرانجام دی۔

منفرد خصوصی خدمات کی توفیق

1989ء میں ہم نے جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر مجلہ المحراب تیار کیا یہی سال لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کے قیام کو پچاس سال ہوئے تھے۔ اس میں ہم نے محسنات کے عنوان سے کراچی لجنہ کی خدمت گزاروں کے مختصر حالات شامل کئے تھے۔ ان میں ایک نام ج ع صاحبہ کا تھا جو کراچی کی ایک سرگرم رکن تھیں منزہ ناصر کے لئے یہ نام نامانوس تھا کیونکہ ان کے کراچی آنے سے پہلے انہوں نے احمدیہ ہال آنا چھوڑ دیا تھا۔

ان محترمہ کی خدمات کا عرصہ قریباً بیس سال پر محیط تھا۔ ان کے ذکر میں ایک جملے نے منزہ ناصر کو چونکا دیا۔ لکھا تھا ’’اپنے بارے میں سب سے بڑا اعزاز مجھے حضرت نواب مبارکہ صاحبہ رضی اللہ عنہا نے دیا۔ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ تھا حضرت بیگم صاحبہ کی تقریر بھی تھی۔ جب میری تقریر ختم ہوئی تو خود میرے آنسو بہہ رہے تھے جب میں بیگم صاحبہ کے پاس گئی تو ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے انہوں نے فرمایا۔ ’’ظالم تو نے غضب کر دیا تمہارے بعد تو بولنے کو دل نہیں چاہتا‘‘ یہ سب سے بڑا خراج تحسین تھا جو مجھے حاصل ہوا۔ اس کے بعد مجھے کبھی تعریف کی حاجت نہیں ہوئی‘‘ منزہ ناصر نے چند پرانی ممبرات سے ان کے متعلق جاننے کی کوشش کی تو پتہ لگا کہ وہ ایک معروف صحابی کی پوتی ہیں کسی مالی مجبوری سے حضرت اقدس علیہ السلام کے کچھ خطوط فروخت کرنے پڑے تھے۔ ان دنوں وہ شدید علیل ہیں اور کئی قسم کی تکالیف میں مبتلا ہیں۔ کسی عزیزہ کے ساتھ رہتی ہیں گوشہ نشینی کی زندگی ہے ملنا جلنا پسند نہیں کرتیں۔ منزہ ناصر کو خیال آیا کہ ہوسکتا ہے ان کے پاس اور بھی نوادرات ہوں۔ کسی طرح

حاصل ہوسکیں تو اچھا ہے۔مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ اور صدر صاحبہ لجنہ کراچی کی اجازت سے خیریت پوچھنے ان کے گھر چلی گئیں یہ نومبر 1995ء کی بات ہے جمعہ کا دن تھا۔ پھر آنا جانا رکھا تحفے تحائف سے راہ و رسم بڑھائی۔ اعتماد حاصل کیا تو وہ آہستہ آہستہ کھلنے لگیں۔ اس دوران دعائیں کیں اور کروائیں۔ ایک خواب سے رہنمائی ملی خواب میں ایک صندوق دیکھا جسے کھولنے پر ایک بلی اپنا بچہ لے کر بھاگی اس میں ایک انسانی ڈھانچہ بھی تھا۔جس کی تعبیر خزانہ تھی۔ ایک دن ان کے پاس پہنچ گئیں۔ ہمدردی سے باتیں کیں۔ حالت بہت تکلیف دہ تھی بستر سے اٹھ نہ سکتی تھیں۔مسز ناصر خیریت پوچھ کر آنے لگیں تو کہا کہ میں دوبارہ بھی آؤں گی ج ع صاحبہ نے کہا کہ آپ جب مرضی آئیں مگر میں دروازہ نہ کھول سکوں گی اس کھڑکی سے چابی پکڑا سکتی ہوں آپ خود اندر آجانا اور جاتے ہوئے باہر سے تالا لگا کر یہیں سے چابی مجھے دے دینا۔ اسی ترکیب سے دو تین دفعہ جانے پر انہیں کچھ اعتماد ہوا تو وہ راز کھول دیا جس کی وجہ سے انہیں پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ بہت افسوسناک بات تھی بتایا کہ پیسوں کی ضرورت تھی میرے دادا جان کی کوئی بھی چیز میرے پاس تھی جو میں نے بیچ دی۔ مسز ناصر نے درخواست کی کہ کوئی تبرک ہیں تو مجھے بھی دکھا دیں بتایا کہ پارٹیشن کے وقت بہت کچھ ضائع ہوگیا۔ایک صندوق تھا جو میں نے... صاحب کو دے دیا تھا بہت قریب جاکے سننے پر بھی نام واضح نہ ہوا۔انہوں نے اپنے زمانے کے ایک ٹیپ ریکارڈر اور آڈیو کیسٹس کی بھی نشان دہی کی جس میں بعض خواتین مبارکہ کی تقاریر ریکارڈ کی تھیں۔ لجنہ کے دفتر میں آکر تلاش کرنے پر سب کچھ مل گیا جو خلافت لائبریری ربوہ کے حوالے کر دیا گیا۔ج ع صاحبہ کی صحت اور کچھ معاونت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست پیش کی تو آپ نے دعاؤں سے نوازا۔

14/ جنوری 1996ء کے مکتوب میں تحریر فرمایا ’’آپ کا خط ملا۔شعبہ اشاعت لجنہ کراچی کے لیے آپ کی خدمات کو اللہ قبول فرمائے اور بہترین جزا دے۔ باقی جہاں تک (ج ع) صاحبہ کا تعلق ہے۔ ان کے متعلق کسی جماعتی مدد کے لئے کوئی کارروائی آپ کے پیش نظر ہو تو اس کے لئے امیر صاحب کراچی سے رابطہ کریں۔ان کی طرف سے سفارش ہوئی تو مدد کی جائے گی، بہرحال آپ نے جو ہمدردانہ کاروائی کی ہے اس کا شکریہ۔ جزاك الله احسن الجزاء۔‘‘

ایک دن اطلاع ملی کہ ج ع صاحبہ وفات پاگئی ہیں ہم سب کو افسوس ہوا۔مسز ناصر کہتی ہیں کے وہ دو وجہ سے قابل رحم تھیں ایک تو صحت دوسرے اندر کی خلش جس کا اظہار کئی بار ہوتا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ صندوق بھی مل گیا۔ ہوا یہ کہ ایک دن مکرمہ شکیلہ طاہر کا فون آیا کہ کوئی صاحب ہمارے گھر پر صندوق چھوڑ گئے ہیں۔ پرانے کاغذات ہوں گے۔امی کو سانس کی تکلیف ہوجاتی ہے اور میں صرف دو دن کے لئے آئی ہوں۔آپ اس پراجیکٹ پر کام کر رہی تھیں آپ کا حق ہے کہ اسے وصول کرلیں۔شکیلہ طاہر ہمارے شعبہ اشاعت کی ایک رفیق کار کی باصلاحیت بیٹی ہیں۔ جو ان دنوں خلافت لائبریری میں کام کر رہی تھیں۔مسز ناصر بیمار تھیں چند دن ہسپتال میں داخل رہی تھیں ابھی کمزوری باقی تھی مگر سب کچھ پس پشت ڈال کر اطہر بیٹے کو ساتھ لے کر گئیں اور باکس لے آئیں۔ باکس آیا تو اسی کونے میں ہاتھ مارا جہاں خواب میں انسانی ڈھانچہ دیکھا تھا جو لفافہ ہاتھ لگا اس میں ہمارے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط تھے فوراً مکرمہ آپا سلیمہ صاحبہ اور خاکسار کو اطلاع دی میں اسی وقت اپنی بیٹی امۃ الشافی کے ساتھ ان کے گھر پہنچی۔صندوق دیکھ کر ہی جذبات پر قابو رکھنا مشکل تھا۔ ہم نادر و نایاب یادگار سامان دیکھنے جارہے تھے جن کا تعلق ہمارے پیارے امام زماں علیہ السلام سے تھا۔پہلے میں نے مسز ناصر کو گرمجوشی سے مبارکباد دی کچھ دیر وہ کچھ بول نہ سکیں پھر بڑی عاجزی سے کہنے لگیں ’’اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے۔میری کوئی بہادری نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہی کوئی سلسلہ رکھا ہوتا ہے اسی کا تصرف ہوتا ہے۔خود ہی اسباب پیدا فرماتا ہے کسی سے کوئی کام لے لیتا ہے۔اسی کی مہربانی ہے۔ پیارے حضور کی دعائیں ہیں۔ پھر آپا سلیمہ صاحبہ کی شفقتیں جن کا مضبوط ہاتھ ہمیشہ پشت پر ہوتا جس سے حوصلہ بڑھتا۔میرے اندر کام کی لگن تھی جسے بشریٰ داؤد اور آپ کو دیکھ کر بڑھاوا ملا۔ معاملے کی تہ تک پہنچنا اور کام کو مکمل کرکے چھوڑنا بھی عادت رہی ہے۔شکر ہے اس اللہ پاک کا جو مسبب الاسباب ہے‘‘ دعا کرکے اس صندوق کو کھولا جو جست کی موٹی چادر سے سیالکوٹ کا بنا ہوا تھا۔ اس ڈھکنے کے اندر ایک اور ڈھکنا تھا اسے کھولا تو ایک لوہے کا گز ملا جو ڈھکنا کھول کے اسے گرنے سے بچانے کے لئے سہارا دینے کے لئے تھا۔ اندر کاغذات ہی کاغذات تھے ہم نے اس میں موجود ہر کاغذ کی فہرست بنائی۔حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک کے خطوط اور چھوٹے سائز کے لفافے جن پر آپ علیہ السلام کے دستِ مبارک سے پتے لکھے ہوئے تھے۔ یہ 1906ء 1907ء اور 1908ء کے تھے۔ کچھ مضامین کچھ ڈائریاں تھیں جیسے ملفوظات یا درس کے نوٹس ہوں۔ کئی بزرگ ہستیوں کے خطوط تھے حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات کی اطلاع کی تحریریں تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رپورٹ پیش کی تو آپ نے 18/ کتوبر 1996ء کے مکتوب میں دعاؤں سے نوازا:

’’جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔تبرکات کے حصول والا تو ماشاءاللہ آپ نے بڑا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ بڑی خوشی ہوئی ہے ورنہ تو یہ ضائع ہوجانا تھا اللہ آپ کو صحت وعافیت والی فعال زندگی عطا فرمائے۔‘‘

مسز ناصر کو ابھی ایک آس باقی تھی کہ مرحومہ کے گھر سے کچھ مل سکتا ہے ان کی عزیزہ سے رابطہ کیا۔ انہوں نے ایک فائل دی جس میں ان کے کچھ خاندانی خطوط تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ غیر اہم ہیں۔ اسے اچھی طرح سمجھایا کہ ہمیں جماعت کے اکابرین کے کاغذات دیں گی تو آپ کو بھی فائدہ ہوگا۔ ہم نے دستیاب ہونے والے خاندانی خطوط حضرت صاحب کی خدمت میں براہ راست بھجوائے اور ساتھ درخواست کی کہ جن لفافوں پر حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک سے پتے اور آپ علیہ السلام کے دستخط ہیں ان میں سے اگر اجازت ہو تو ہم ایک ایک رکھ لیں۔ تبرک کے لئے۔ آپ کا بڑا پیارا جواب آیا

10.3.97

عزیزہ مسز ناصر ملک صاحبہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آپ کا خط ملا جس کے ساتھ آپ نے... کے دیے ہوئے کچھ خطوط بھی بھجوائے ہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء... خانگی باتوں والے جو خطوط ہیں۔ وہ آپ کی نظر میں اہم ہوں یا نہ ہوں۔ مگر جماعتی لحاظ سے بڑے اہم ہیں...اس لئے ایسے خط آئندہ بھی اگر آپ کو ملیں تو لے کر مجھے بجھوا دیں۔ باقی آپ نے جو لفافے تبرک رکھنے کے لئے مانگے ہیں۔ وہ بے شک لے لیں۔ آپ نے ماشاءاللہ یہ بڑی تاریخی خدمت کی ہے۔ آپ کا یہ حق بنتا ہے ضرور لے لیں۔ جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَحْسَنُ الْجَزَاء۔‘‘

اس کے بعد ایک اور فائل ملی۔ وہ اس طرح کہ کسی نے مسز ناصر کو اطلاع دی کہ آپ کے گھر کے نیچے سیڑھیوں میں ایک خاتون بیٹھی ہیں جو خون سے لت پت ہیں آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ دیکھا تو ج ع صاحبہ کی وہی عزیزہ تھیں بہت برے حال میں ناک سے مسلسل خون جاری تھا انہیں طبی امداد دی کچھ ہوش آئی تو اپنے پرس سے ایک فائل نکال کر دی۔ انہیں کچھ رقم بھی دی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہماری عاقبت سنوار دے آمین۔

حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدمؓ

قدرت نے ان کو ایک بہت مفید کام لینے کے لئے چن لیا، تمہید یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت سیٹھ اسمٰعیل رضی اللہ عنہ کا تعلق میمن برادری سے تھا 1873ء میں بمبئی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام آدم تھا۔ 1896ء میں تحریری بیعت کی 1898ء میں قادیان تشریف لائے۔عقیدت و اخلاص میں بہت ترقی کی۔ خطبہ الہامیہ کے دن والی گروپ فوٹو میں شامل تھے۔ ان کے پاس حضرت اقدس علیہ السلام کے قیمتی محبت بھرے خطوط بھی تھے۔ پاکستان بنا تو ہجرت کر کے کراچی آگئے اور یہیں 1957ء میں وفات پائی۔تدفین میمن برادری نے اپنے قبرستان میں کی۔ ان کی آل اولاد، حالات زندگی اور قبر کے متعلق معلومات کی جماعت کو ضرورت تھی۔ مربی سلسلہ مکرم مولانا عبدالمالک خان نے آپ کی یاد میں ایک مضمون لکھا جو 28/ جنوری 1958ء الفضل ربوہ میں شائع ہوا تھا اس کا آخری پیرا تھا ’’سیٹھ صاحب کے اعزا، میمن قوم کے معززین جماعت کے افراد سیٹھ صاحب کے مکان پر جمع ہوگئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد آپ کا جنازہ میمن قبرستان میں لے جایا گیا جہاں خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اس قبرستان میں ان کی نعش کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ مکرم جناب چودھری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ نے تمام احباب سمیت سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ کی ترقیٔ درجات کے لئے لمبی دعا کی اور آپ کے بچوں اور رشتہ داروں کو صبر کی تلقین فرمائی اور ایسے موقع پر آنحضرت ﷺ کا جو طریق ہوا کرتا تھا اس کو بیان فرمایا میں اس موقع پر ان تمام معززین کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے سیٹھ صاحب کی تجہیز و تکفین میں جماعت احمدیہ کی مدد فرمائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزا۔احباب جماعت سے گزارش ہے کہ جو دوست حضرت سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم کے حالات زندگی کے متعلق کچھ جانتے ہوں وہ تحریر فرما کر انجمن احمدیہ بندر روڈ کراچی کے پتہ پر روانہ فرمائیں تاکہ ان امور کو اس کتاب میں شامل کرلیا جائے جو سیٹھ صاحب کے لڑکے سیٹھ صاحب کے حالات زندگی کے متعلق شائع کرنا چاہتے ہیں۔‘‘

ربوہ میں شعبہ تاریخ میں کراچی کی شکیلہ طاہر صاحبہ کام کرتی تھیں انہوں نے مسز ناصر سے ذکر کیا کہ آپ کراچی میں رہتی ہیں وہاں ان کے خاندان کے افراد کو تلاش کر کے کوشش کریں کہ مطلوبہ معلومات مل جائیں۔ ستمبر 1997ء کو شکیلہ نے ایک فائل دکھائی جس میں سیٹھ صاحب کی یاد میں لکھے گئے دو مضامین تھے اور صاحبزادہ مرزا غلام احمد کے کراچی کی انتظامیہ کے نام کچھ خطوط تھے جو مختلف لوگوں کو مزار کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے لکھے گئے تھے۔ مسز ناصر نے ان کا مطالعہ کیا

تو اندازہ ہوا کہ کام مشکل ہے پہلے کوشش بھی ہو چکی تھی۔خطوط میں انہیں ایک نام رفیعہ محمد صاحبہ کا نظر آیا جو کچھی میمن تھیں اور ہمارے شعبہ اشاعت میں کام کرتی تھیں۔اپنے خاندان کے بارے میں ایک کتاب ”میری کہانی“ لکھی تھی۔کچھ امید کی کرن نظر آئی۔حضرت صاحب کو دعا کے لئے خط لکھا۔ جس میں اپنا ایک خواب بھی لکھا تھا۔حضور رحمہ اللہ کا جواب موصول ہوا کہ آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ میں بڑھائے گا۔ ستاری کا سلوک کرے گا اللہ آپ کو مقصد میں کامیاب کرے۔ بہت امید ہوگئی کہ غیب سے سامان ہو جائے گا۔ کراچی آ کر آپا رفیعہ سے معلومات کرنا چاہیں تو ان کا رویہ قدرے خشک سا تھا۔ وہ اس خاندان کی پرانی واقف تو تھیں مگر تعلقات میں ایک ناکام رشتے کی بدمزگی سے رخنہ آ چکا تھا اور ملنا جلنا بند تھا۔ ان کی بہن کی شادی سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہاشم سے ہوئی تھی جو چار مہینے میں تکلیف دہ حالات میں ختم ہوگئی تھی۔ اس کا ذکر ہی انہیں دکھی کر دیتا۔ انہیں بڑی عاجزی سے سمجھایا کہ پرانی باتیں دفن کریں مسئلہ ایک صحابی کی قبر معلوم کر کے کتبہ لگانے کا ہے تو وہ مدد کرنے پر آمادہ ہوئیں۔ آپا رفیعہ نے اپنے بھائی عارف ستار صاحب کے ذریعے ہارون صاحب کا فون نمبر رہائش کا پتہ اور کچھ معلومات لے کر دیں ان کے مطابق سیٹھ صاحب کے چار لڑکے تھے۔ آدم، داؤد، محمد، ہاشم۔ داؤد کی بیوی کا نام رقیہ بائی تھا ان کی دو بیٹیاں ہاجرہ اور امینہ تھیں۔ جن کو گھر میں ہاجو ماں اور امو ماں کہتے تھے۔ دونوں بہنوں کی شادیاں دو بھائیوں سیٹھ ہارون جعفر اور سیٹھ عیسیٰ جعفر سے بنگلور میں 1941ء میں ہوئیں عیسیٰ جعفر کراچی کی مشہور شخصیت تھے کسی ملک کے ایمبیسیڈر بھی رہے تھے۔ ہاجو ماں پہلی بچی کی پیدائش کے بعد طاعون سے وفات پا گئیں ان کی بچی امو ماں نے پالی۔ آپا رفیعہ نے ہارون صاحب سے فون پر رابطہ کیا اور امو ماں سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ امو ماں شدید بیمار ہیں۔ ہسپتال میں داخل ہیں۔ جب گھر آئیں گی تو وہ ہمیں بتائیں گے۔ پہلے تو سوچا کہ وقت ضائع کئے بغیر ہسپتال میں ہی ان سے ملاقات کی جائے مگر کوئی صورت نہ بنی۔ آخر یکم دسمبر کو فون کرنے پر ہارون صاحب نے آپا رفیعہ کو بتایا کہ امو ماں گھر آ گئی ہیں اگرچہ بہت کمزور ہیں بے ہوشی کی سی کیفیت ہے آپ چاہیں تو مل سکتی ہیں۔ یہ دونوں خواتین کچھ انتظار کر کے 12؍دسمبر کو کچھ تحائف بھی لے کر ان کے گھر پہنچیں۔ ان کی بیٹی شاہین نے اچھی طرح استقبال کیا۔ امو ماں کے کمرے میں گئے ان کا صرف چہرہ کھلا تھا باقی جسم چادر سے ڈھکا ہوا تھا قریب جا کر جھک کر سلام کیا۔ مسز ناصر نے کہا میں آپ کے دادا کی برادری کی ہوں۔ اس پر ان کی بجھتی ہوئی آنکھوں میں چمک محسوس ہوئی۔ نیز بتایا کہ وہ ہمارے بزرگ تھے ہم جاننا چاہتے ہیں کہ ان کی آل اولاد کس حال میں ہے ہم ان کی قبر پر دعا کرنا چاہتے ہیں اس پر کتبہ لگانا چاہتے ہیں۔ بڑی مشکل سے بولیں کہ ”میرے بابا کا بھی“ تاریخ احمدیت کی جلد دوم میں سے خطبہ الہامیہ کے وقت کی ان کے دادا کی تصویر دکھائی اور بتایا کہ ہمارا مقصد صرف ان کی قبر پر دعا کرنا ہے۔ ان کا کتبہ لگانا ہے۔ ہارون صاحب احمدیت کے ذکر پر کچھ گھبرائے اور مخالفانہ باتیں شروع کیں ان کی ایک بیٹی امریکہ سے آئی ہوئی تھیں۔ بیٹیاں تعلیم یافتہ اور غیر متعصب تھیں مہمانوں کے آنے کا مقصد جان کر انہیں کچھ ہمدردی ہوگئی انہیں ڈرائنگ روم میں لے گئیں اپنے والد کے مخالفانہ رویے کو دیکھ کر چپ نہ رہ سکیں کہا کہ کسی کو کسی کے مذہب میں مداخلت کا حق نہیں ہوتا میرے علم میں ہے آپ نے ناناجان سے اچھا نہیں کیا تھا اگر امی کے دادا احمدی تھے تو ان کی مرضی کی جگہ پر دفن کی اجازت کیوں نہ دی۔ اس دن بات بڑھانا مناسب نہ لگا۔ دعا سلام اور خیریت پوچھ کر واپس آ گئیں مگر ہارون صاحب سے قبر معلوم کرنے کا مرحلہ باقی تھا۔ دعا کرنے اور کرانے پر زور تھا۔ مسز ناصر کہتی ہیں ایک دن فجر کی نماز میں سجدے میں سُبۡحَانَ رَبِّيَ الۡاَعۡلٰى کہنے کے ساتھ ہی ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی بہت دیر اس میں ڈوبی رہی۔ دل کو حوصلہ ہوا کہ کامیابی کی راہیں کھلیں گی۔ کراچی کی صدر لجنہ اور خاکسار راقم الحروف پل پل ان کے ساتھ تھیں سب کے مشورے سے طے پایا کہ بہت نرمی اور ادب و آداب سے کسی طرح انہیں یقین دلایا جائے کہ ہمارا مقصد انہیں کوئی نقصان پہنچانا نہیں ہے نہ ہی ان کے خاندانی امور میں کوئی دخل اندازی کریں گے بس آپ ہمیں قبر دکھا دیں آپا رفیعہ نے ایسے ہی بات کی۔ ہارون صاحب نے کہا ٹھیک ہے آپ کل آ جائیں میں قبرستان لے جاؤں گا۔ مسز ناصر اپنے بیٹے اطہر احمد کے ساتھ گاڑی میں آپا رفیعہ کو لے کر ان کے گھر چلی گئیں۔ ہارون صاحب ان کی گاڑی میں ہی بیٹھ گئے اور اطہر کو راستہ بتانے لگے۔ محمد علی جناح روڈ سے سول ہسپتال والی سڑک پر آئے اور دائیں بائیں گاڑی مڑواتے ہوئے ایک سبز رنگ کے گیٹ والے قبرستان پر رکے اس پر کچھی میمن قبرستان کا بورڈ لگا تھا۔ اندر گئے تو پہلے آدم اسمٰعیل کی قبر نظر آئی پھر ہاشم اسمٰعیل کی اور ایک درخت کے نیچے خاصی اونچی قبر دکھائی جس پر محراب دار کتبہ نظر آیا انہوں نے بتایا کہ اس میں حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدم رضی اللہ عنہ مدفون ہیں کتبہ آدھا مٹا مٹا سا تھا باقی نیچے کے حصے پر فارسی کے دو اشعار لکھے تھے جو پڑھے نہیں گئے۔ لیکن تاریخ وفات 7؍دسمبر 1957ء واضح لکھا تھا۔ یہی گوہر مقصود تھا۔ سب نے مزار پر دعا کی۔ مگر کھوج میں محنت کرنے والی خواتین کی دعا میں حمد و شکر کا رنگ گہرا تھا۔ واپسی پر ہارون صاحب نے بتایا کہ یہ کتبہ ہاشم نے لگوایا تھا۔ پھر وہ بے تکلفی سے اپنے خاندان کی باتیں بتاتے رہے جب گاڑی قائد اعظم کے مزار کے قریب آئی تو کچھ گھما کر وہ مکان دکھایا جہاں ہاشم کی وفات ہوئی تھی اور پھر وہ مکان دکھایا جو دوسرے بھائی محمد اسمٰعیل کا تھا۔ جو ان کی بیٹی خیر النساء اور ان کے بیٹے نادر مرزا کی ملکیت میں ہے۔ وہ تو دوبئی گئے ہوئے ہیں نیچے کا حصہ کرائے پر دیا ہوا ہے سامان اوپر کی منزل میں بند ہے۔ نادر سے چابی لے کر دکھایا جا سکتا ہے ہو سکتا ہے اس میں کوئی آپ کے کام کے کاغذات ہوں۔ واپسی پر ان کے گھر تھوڑی دیر کے لئے رکے تو ہارون صاحب نے خانہ کعبہ کی نادر و نایاب تصاویر دکھائیں جن کی ان کی اجازت سے وڈیو بنائی اور ان کے تعاون پر بہت شکریے کے ساتھ خدا حافظ کہا۔

قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نظارے دیکھے۔ 29؍دسمبر کو صاحبزادہ مرزا غلام احمد صدر کمیٹی خلافت لائبریری ربوہ کی خدمت میں اس وقت تک کی کامیابی کی مکمل رپورٹ ارسال کر دی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اب کام کا دوسرا مرحلہ تھا کہ حضرت سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ کے کوئی کاغذات ہوں تو مل جائیں۔ ہم فون کر کے امو ماں کی خیریت پوچھتے رہے۔ 6؍جنوری کو ہارون صاحب نے بتایا کہ ان کی نادر مرزا سے بات ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ جہاں تک انہیں علم ہے مکان تبدیل کرتے وقت کاغذات جلا دئے گئے تھے۔ 5؍فروری کو مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد کا دعاؤں کا خط ملا اور ہماری کامیابی پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ چند دن بعد ہماری صدر صاحبہ امۃ الحفیظ محمود بھٹی نے مکرم امیر صاحب جماعت کراچی کا پیغام دیا کہ آپا رفیعہ صاحبہ اور مسز ناصر کو گیسٹ ہاؤس میں بلایا ہے۔ موصوف نے ساری تفصیل پوچھی اور کام کو سراہا۔ دعائیں بھی دیں۔ اسی دن شام کو امو ماں کی وفات کی خبر ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

قادیان دارالامان کی زیارت

اللہ پاک کے خاص فضل سے کئی مرتبہ جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1990ء کا سفر اس طرح یادگار بن گیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے خواب میں ایک خوش خبری عطا کی جو کئی سال بعد معجزانہ رنگ میں پوری ہوئی اس جلسے میں اپنی امی جان اور اور مکرمہ امۃ الشافی سیال کے ساتھ گئی تھیں وہاں کتب کا سٹال لگایا اور جلسہ گاہ میں ڈیوٹی بھی دی۔ خدمت کے راستے تلاش کرنے میں ماہر ہیں۔ قادیان سے واپسی پہلے قافلے کے ساتھ ہوتی تھی۔ مگر امی کی طبیعت ٹھنڈ لگنے سے خراب ہوگئی۔ ان کو وہاں چھوڑ کر آنے کی وجہ سے دل بے حد پریشان تھا عجیب کرب کی حالت میں سارا سفر دعاؤں میں درود شریف پڑھتے میں گزرا۔ اس تکلیف میں دعا کر رہی تھیں کہ 7؍جنوری 1991ء کو اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب نظارہ دکھایا عشاء کی نماز کے بعد خواب دیکھا بیان کرتی ہیں ”ایک چبوترہ نما خاصی بڑی سی جگہ ہے۔ ایک طرف فاصلے پر میں کھڑی ہوں سر اٹھا کر دیکھتی ہوں تو خانہ کعبہ اس چبوترے کے درمیان میں ہے۔ کچھ عرب عورتیں لمبے چوغے پہنے وہاں نظر آتی ہیں۔ میں سوچتی ہوں سنا ہے یہ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگنے دیتیں مجھے قریب نہ ہونے دیں گی۔ جونہی وہ پرے ہوتی ہیں۔ میں تیزی سے اس جوش کے ساتھ کہ خانہ کعبہ پر نظر پڑتے ہی جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ بے ساختہ غلاف کعبہ ایک کونے سے دونوں ہاتھوں سے ہٹا کر بار بار بوسے لیتی ہوں اور مسلسل بہتے آنسوؤں سے ایک ہی بات تکرار سے کہتی ہوں کہ اے میرے اللہ میں تجھ سے کچھ نہیں مانگتی سوائے تیری محبت کے بس تو مجھے اپنا اور اپنے پیاروں کا قرب دے دے۔ پھر کسی کو پوچھتی ہوں کہ یہاں حجر اسود بھی ہے۔ آواز آتی ہے وہ سامنے کھڑکی کے پٹ کھولو۔ اس طرف بڑھتی ہوں۔ پٹ کھولنے پر اخبار کا صفحہ سا نظر آتا ہے۔ اسے ہٹانے پر سامنے سیاہ رنگ کا پتھر ہے۔ سلاجیت کی طرح سیاہ اور چمکتا ہوا رنگ ہے۔ میں اسے بھی چومتے ہوئے اپنی وہی دعا دہراتی ہوں ”مجھے کچھ نہیں چاہیے میرے مولا بس تیرے سوا کچھ نہیں چاہئے“ پھر ایک دم اذان کی طرح لاؤڈ سپیکر پر عربی زبان میں کوئی کچھ بول رہا ہے۔ مجھے لگتا ہے اب سب لوگ طواف کریں گے۔ اور میں بھی چلنے لگتی ہوں۔ سامنے زینے ہیں۔ آہستہ سے اس طرف سے نیچے اترنے لگتی ہوں۔ سامنے کافی لوگ چارپائیوں پر ٹولیوں کی شکل میں بیٹھے ہیں سب کی پشت مجھے دکھائی دیتی ہے۔ دل کہتا ہے۔ ان میں آنحضرت ﷺ بھی بیٹھے ہوں گے۔ (خواب میں بھی خوف ہے کہ لوگوں کو پتہ لگ گیا کہ میں احمدی ہوں تو مجھے نکال دیں گے)“ یہ خواب اس لئے لکھا ہے کہ صفائی سے پورا ہوا۔ ویسے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مجھے خواب سنایا اور پھر وہ پورا ہوا۔ یہ اللہ پاک کا ان پر خاص احسان ہے۔

اسی سال اللہ تعالیٰ کے ایک غیر معمولی احسان کی روداد پڑھیے حمد و ثنا کے ساتھ ذکر کرتی ہوں۔

9؍فروری کو ان کے بھائی مکرم مرزا افضل مربی سلسلہ امریکہ سے کراچی آئے۔ سفر میں پیارے حضور رحمہ اللہ کی قدم بوسی کے لئے لندن رکے۔ حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو ان کے ہاتھ پیارے حضور نے ان کے لئے دعاؤں سے معطر خط کے ساتھ ایک خوب صورت سوٹ کا کپڑا بھجوایا تھا۔ جس کی پیکنگ بھی بہت خوب صورت تھی۔ بھائی کا آنا خوشی کی بات ہوتی ہے مگر یہ تو بہت بڑی خوشی لے کر آئے تھے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ پیارے حضور رحمہ اللہ کے احسانات

ان گنت ہیں۔

فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت

عبادت اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان رازداری کے تعلقات اور عجز و نیاز کے معاملات ہوتے ہیں۔مسز ناصر کے محسوسات انہی کے الفاظ میں پیش کرتی ہوں:

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر وسپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

1998ء میں بڑی بیٹی ڈاکٹر ثمینہ فواد جو ان دنوں ریاض (سعودی عرب) میں رہتی تھی کے ہاں بچے کی پیدائش متوقع تھی اس کا آپریشن ہونا تھا اور پہلی بچی طوبیٰ قریباً ڈیڑھ سال کی تھی۔اس کو سنبھالنا مشکل تھا اس لئے وہ ہمارے پاس کراچی آ گئی۔اللہ تعالیٰ نے اسے نومبر میں وقف نو بیٹے فضل الرحمٰن سے نوازا۔بچہ ایک مہینے کا ہوا تو اسے واپس جانا تھا۔بچے چھوٹے تھے۔اس لئے میرا ویزا لگوا کر مجھے بھی ساتھ لے گئے۔وہاں رمضان المبارک کا مہینہ آیا۔جس کا اپنا ہی لطف تھا۔چھٹی کے دن جماعت کے احباب ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے نمازیں،درس،افطاری،تراویح نفل مل کر پڑھتے سحری کر کے گھروں کو آتے۔عید الفطر بچوں کے ساتھ منائی۔اگلے روز اس علاقے کے پہلے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔مکرم امیر صاحب کا افتتاحی خطاب و دعا رقت آمیز تھا۔دعاؤں کا خوب موقع ملا اس کیفیت میں اچانک مجھے اللہ پاک نے ایک نظارہ دکھایا۔میں نے دیکھا میرا بیٹا اطہر احمد میرے سامنے کھڑا ہے اور میں بڑے درد سے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے فریاد کرتی ہوں کہ یا اللہ!تیرے لئے کیا مشکل ہے اس کے دل سے پاکستان سے باہر جانے کا خیال مٹا دے۔یا اس کی خواہش پوری کر کے کسی پُرامن جگہ پہنچا دے۔آمین۔اللہ تعالیٰ نے مضطر کی دعا سن لی گھر آئی تو کراچی سے ملک صاحب نے یہ خوشخبری سنائی کہ مبارک ہو۔اطہر بخیر وعافیت کینیڈا پہنچ گیا ہے۔میری حالت ناقابل بیان تھی۔فون ثمینہ کو پکڑا دیا۔آنکھوں سے غم اور خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔پورا وجود خدا کی حمد سے بھرا ہوا تھا الحمدللہ۔اطہر بیٹے سے فون پر بات ہوئی۔مبارکباد اور دعائیں دیں وہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کے گھر کے پاس پہنچی ہوئی ہیں ہو سکے تو حج کر لیں۔اس کی بات سے میری عجیب کیفیت ہوئی۔کیا یہ ممکن ہے کہ مجھ جیسی ناچیز اپنے محبوب،اپنے پیشوا حضرت رسول کریم ﷺ کی بستی میں پہنچ سکتی ہوں۔اللہ تو قادر ہے اس کے لئے کیا مشکل ہے مجھ عاجز کی حج کی تمنا بھی پوری کر دے۔وہ ذات رحمان اور رحیم ہے وہ من کی مرادیں مانگنے پر بھی عطا فرماتا ہے اور بن مانگے بھی جھولیاں بھر دیتا ہے،وہ تو ستر ماؤں سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے۔میں ایسی ہی سوچ میں گم تھی کہ اس دلوں کے بھید جاننے والے نے میری بیٹی ثمینہ اور داماد فواد کے دل میں ڈالا کہ پہلے امی کے عمرے کا انتظام کرنا چاہئے۔جلسہ سالانہ کے قریباً پندرہ دن بعد ہم نے حرمین شریفین کی زیارت کا پہلا سفر کیا۔مدینہ گئے۔مسجد نبوی ﷺ دیکھی روضہ رسول ﷺ پر دعا کی۔مدینے سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو ذہن میں تھا کہ یہیں کہیں قریب ہی ہو گا لیکن جب گاڑی چلتی ہی چلی گئی تو مکہ سے مدینہ ہجرت کے وہ مبارک مسافر یاد آئے جنہوں نے اونٹوں پر یہ سفر کیا تھا۔اچھا خاصا فاصلہ ہے اب تو پکی سڑکیں ہیں پھر بھی چار گھنٹے لگے۔شام کے قریب جب حدود میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے عمرہ کرنے کا ارادہ تھا ہمارے پاس کتاب تھی جس میں ساری ہدایات تھیں کہاں سے داخل ہونا ہے کہاں احرام باندھنا ہے وغیرہ۔ہدایت کے مطابق احرام باندھ لئے احرام باندھا تو دل کی عجیب حالت تھی مکہ کے قریب آرہے تھے خانہ کعبہ کو دیکھنے کا عجیب شوق تھا۔خیال تھا کہ رات کے وقت عمرہ کی سعادت حاصل کریں گے ہجوم کچھ کم ہو گا۔شام کو گئے ہر طرف تیز روشنی اس قدر زیادہ تھی کہ دن کا گمان ہوتا تھا۔پہلے میں بچوں کے پاس ٹھہری ثمینہ اور فواد طواف کر کے آئے گرمی تھکن اور رش کی وجہ سے خاصی دیر لگی...خانہ کعبہ کی حدود میں داخل ہوئے پہلی سطح کا صحن عبور کر کے چند سیڑھیاں چڑھ کر اگلی سطح تک پہنچتے ہی پیارے کعبہ پر نظر پڑی۔ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ مولیٰ کریم اس مقدس جگہ کو اس کے اصلی وارثوں کے سپرد کرنے کی راہ ہموار کر دے۔اس کے ساتھ حقیقی پیار کرنے والے تو اس سے دور رکھے جاتے ہیں۔ایسا سامان کر کہ وہ یہاں آ سکیں سیڑھیاں چڑھتی ہوئی گئی ایک ستون کے ساتھ کھڑی رہی لوگوں کے گروپ تھے خواتین بھی تھیں وھیل چیئر والے ڈولیوں والے تیز تیز بھاگ رہے تھے۔کچھ افریقن عورتیں دیکھیں قد کاٹھ کی وجہ سے جگہ بنا رہی تھیں۔میری خواہش پوری ہونے کا اللہ پاک نے سامان کیا۔انڈونیشن عورتوں کا ایک گروپ اکٹھا طواف کر رہا تھا ان کے قریب چلی گئی اور ساتھ لگ گئے آہستہ آہستہ طواف کرتے ہوئے کعبہ کی طرف کھسکتے کھسکتے عین حطیم کے قریب پہنچ گئی وجد کا عالم تھا پانچویں چھٹے چکر میں دیکھا کہ کعبہ کا غلاف اٹھا ہوا ہے ایک عورت ذرا سا ہٹی تو پردے کو پکڑ لیا اور اس جذب کے وقت بھی وقت کے امام کے لئے دعائیں کیں۔میری تو یہ حالت تھی کہ ہر چیز سے بے نیاز تھی یہی دل چاہتا تھا کہ سر نہ اٹھاؤں وہیں صبح ہو گئی تو ایک طواف اپنی پیاری ماں کی طرف سے کیا۔آب زمزم سے پیاس بجھائی۔

اگلے دن فواد غار حرا دکھانے لے گیا۔ہزار ہا دفعہ پڑھا ہوا تھا کہ پہاڑی پر ہے مگر اتنی بڑی پہاڑی ہو گی یہ نہیں سوچا تھا۔نیچے کھڑی دیکھ رہی تھی آنسو نہیں رک رہے تھے یہاں آقا ﷺ کتنی مشقت سے تشریف لاتے ہوں گے اور ہمارے لئے دعائیں کرتے ہوں گے۔راستے میں ایک ایک چیز کو اس نظر سے دیکھتی کہ یہاں پیارے رسولِ خدا ﷺ کی نظر پڑی ہو گی یہاں قدم پڑے ہوں گے۔میں باوجود خواہش کے اوپر نہیں چڑھ سکی مگر میری دعائیں ضرور اوپر چڑھ رہی تھیں۔

حرمین شریف کا دوسرا سفر

حج بیت اللہ کے لئے ہوا اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم اور ثمینہ فواد کا دلی شکریہ کہ اس زندگی میں حج کی سعادت کا موقع ملا۔نیت کرتے ہی ایسا لگا مسبب الاسباب نے گود میں بھر لیا ہے سب کام معجزانہ طور پر ہونے لگے۔فواد امور داخلہ سے میرے لئے اجازت لینے گیا تو طویل لائن میں وہ آخر میں کھڑا تھا کام تیز رفتاری سے نہیں ہو رہا تھا۔باری آنے تک دفتر بند ہونے کا وقت ہو جاتا تھا اگلے دن چھٹی تھی۔پھر حج پر جانے کا وقت نکل جاتا تھا۔فکر مندی سے دعا کر رہا تھا اتنے میں پشت سے کوئی افسر آیا فواد سے کاغذات لے کر اجازت کی مہر لگا دی اور چلا گیا۔یہ سب کچھ میرے پیارے آقا کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان ہیں۔ہم حج کے لئے روانہ ہوئے ہم پانچ افراد تھے دو بچے طوبیٰ سوا دو سال کی اور فضل الرحمان چار مہینے کا تھا۔ہمارے علاوہ سات آٹھ گاڑیوں میں دوسرے خاندانوں کا قافلہ جدہ پہنچا۔جماعت نے مختلف گھروں میں ٹھہرانے کا بہت منظم طریقے سے عمدہ انتظام کر رکھا تھا۔گاڑیاں وہاں چھوڑ کر بسوں میں سفر کرتے ہوئے۔سات ذی الحج کو احرام باندھ کر منیٰ کی طرف رواں دواں تھے لبیک لبیک اللھم لبیک کی صدائیں دل و دماغ کو مہکا رہی تھیں۔اس سال جمعہ کے روز حج تھا۔لہٰذا وہاں کے لوگوں کے مطابق جمعہ کا حج،حج اکبر کہلاتا ہے۔جس کا ثواب سات گنا زیادہ ہوتا ہے۔اس لئے مقامی حاجیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔منیٰ میں دوسرے ممالک سے آنے والے احباب جماعت بھی شامل ہو گئے۔کل تعداد تقریباً 95 تھی۔جدہ سے شامل ہونے والے خدام اور لجنہ نے سارا انتظام عمدگی سے سنبھال لیا۔اللہ تعالیٰ بہترین جزا دے۔ہمہ وقت مستعد رہتے تھے۔مناسک حج ادا کرتے ہوئے۔قدم قدم پر دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگی۔عرفات کے میدان میں نماز جمعہ ادا کی۔حضور انور کے خطبہ جمعہ سے ایک پیغام ملا۔آپ نے فرمایا تھا۔کہ حج ہو رہا ہے۔احمدی بھی وہاں موجود ہیں۔وہاں بیت الفتوح کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔اس طرح زیادہ خشوع وخضوع سے دعا کا موقع ملا عصر کی نماز کے بعد مزدلفہ کی طرف تمام حجاج کے قافلے رواں دواں تھے لبیک اللھم لبیک کی گونج میں مغرب کے بعد پہنچے وہاں کھلے آسمان تلے مغرب عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کر کے رمی جمار کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔دعائیں کرتے ہوئے کچھ دیر عورتوں کے ساتھ آرام کیا۔فجر کے لئے پھر منیٰ میں پہنچنا تھا۔یہاں وقت کی بہت پابندی کرنی ہوتی ہے۔ہر جگہ کے لئے وقت مقرر ہے۔یہاں سے آخری مراحل میں داخل ہوئے کنکریاں مارنے کے لئے مردوں کے دو گروپ تشکیل دیے گئے۔ان کی طرف سے اطلاع کے بعد قربانی کی جاتی خواتین کے لئے دعائیں مانگنے کا بہترین وقت تھا۔دوپہر کا کھانا جدہ کی جماعت کی طرف سے آ گیا۔الحمدللہ۔

رات تک قربانیوں سے فارغ ہونے کے بعد مردوں نے سر کے بال منڈوائے۔عورتوں نے ایک ایک انچ بال کاٹے۔الوداعی سفر کا سوچ کر دل کی حالت عجیب تھی۔رات کو مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔خانہ کعبہ کے قریب بہت عمدہ انتظام تھا۔عورتوں کے علیحدہ سینکڑوں کی تعداد میں باتھ روم بنے ہوئے تھے نہا کر احرام کھول کر کپڑے تبدیل کر کے بہتے آنسوؤں کے ساتھ خانہ کعبہ کا الوداعی طواف کیا۔عاجزانہ دعاؤں کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے۔اور جب تک نگاہیں پڑتی رہیں۔روح نے حمد و شکر سے سجدے کئے۔"

حرف آخر

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ عنہ اور والدین کی دعاؤں کی مہک میں خوشگوار محبتیں بانٹتے اور سمیٹتے زندگی گزر رہی ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے نوازتا رہے۔آمین۔

خاکسار اپنی اس اچھی ہم کار کے لئے شکر گزاری کے اظہار کی طاقت نہیں پاتی۔فجزاھا اللہ تعالیٰ احسن الجزا۔

مترجم: انتصار احمد۔ استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

آیت وَلٰکِنۡ شُبِّہَ لَھُمۡ کی تصدیق میں تاریخی اور واقعاتی شہادتیں

اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت عیسیٰؑ نے صلیب پر وفات نہیں پائی

آیت مذکورہ کی تفسیر بیان کردہ فائیو والیم شارٹ کمنٹری کے متعلقہ حصہ کا اردو ترجمہ

مَاقَتَلُوۡہُ (انہوں نے اسے قتل نہیں کیا)۔ قَتَلَهٗ کا مطلب ہے کہ اس نے اسے تلوار یا پتھر یا زہر یا کسی اور ذریعے سے مارا۔

مَاقَتَلُوۡہُ یَقِیۡنًا (انہوں نے اس قیاس کو یقین میں نہ بدلا) عربی زبان کا ایک مخصوص محاورہ ہے۔ عرب کہتے ہیں کہ قَتَلَ الشیء خبرا (لغوی مطلب ہے کہ اس نے کسی چیز کو علم کے یقین اور درست تجزیہ سے مارا) یعنی اس نے کسی چیز کا مکمل اور بھرپور علم حاصل کیا تا کہ کسی قسم کے ممکنہ شک کو زائل کیا جا سکے۔ چنانچہ الفاظ مَاقَتَلُوۡہُ یَقِیۡنًا کا مطلب ہوگا کہ اس بارے میں ان کا علم مکمل اور جامع نہیں تھا، یا انہیں اس بات کا یقینی علم نہیں تھا کہ وہ قتل کر دیا گیا ہے، یا انہوں نے اسے (اپنے گمان) کو یقین میں نہیں بدلا یعنی انہیں اس بات کا یقین نہیں تھا اور نہ انہوں نے اسے یقینی بنایا کہ آیا حضرت عیسیٰؑ واقعی صلیب پر فوت ہوئے ہیں یا نہیں۔ اس صورتحال میں لفظ قَتَلُوۡہُ کی ضمیر اسم ظن (گمان) کی طرف جائے گی جو اس سے معاً پہلے آیا ہے۔

(لین، اقرب، مفردات اور لسان)

سادہ۔ اس کا مطلب ہوگا کہ حضرت عیسیٰؑ کی صلیب پر موت کے بارے میں ان کا علم یقینی اور جامع نہیں تھا کہ انہیں یقین کا رتبہ حاصل ہوتا۔ اس محاورہ کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یقیناً اسے قتل نہیں کیا یا انہوں نے یقینی طور پر اسے قتل نہیں کیا یعنی انہوں نے اس طرز پر آپؑ کو صلیب نہ دی جس سے انہیں یقین ہو جاتا کہ واقعی آپؑ سے جان نکل گئی ہے۔

مَاصَلَبُوۡہُ (اسے صلیب نہ دی)۔ لفظ صلبوا مادہ صلب سے نکلا ہے۔ کہتے ہیں کہ صلب الشیء یعنی اس نے اس چیز کو جلا دیا۔ صلب العظام کا مطلب ہوتا ہے کہ اس نے ہڈیوں سے گودا نکالا۔ صلب اللص کا مطلب ہوتا ہے کہ اس نے چور کو صلیب دی یعنی اس نے اسے مخصوص معروف طریق کے مطابق مارا (لین اور اقرب)۔ صلیب کے عمل میں ایک آدمی کو صلیب کی طرز پر بنائے گئے لکڑی کے ایک چوکھٹے پر کیلوں کے ساتھ لٹکا کر کھانے پینے کے بغیر وہاں رکھا جاتا، اس طرح وہ درد، بھوک، تھکاوٹ اور غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ مر جاتا۔

شُبِّہَ لَھُمۡ (وہ انہیں ایک مصلوب شخص کی طرح دکھایا گیا)۔ شبهہ ایاہ کا مطلب ہوتا ہے کہ اس نے فلاں کو فلاں کی طرح بنایا یا اس نے فلاں کو فلاں کی مانند بنایا۔ شُبِّہَ علیه الامر کا مطلب ہوتا ہے کہ معاملہ اس کے لئے مشتبہ، غیر واضح اور مشکوک ہو گیا۔ شبه علیه الامر اس نے (اسے کسی اور چیز کی طرح بنا کر) معاملہ اس کے لئے مشکوک بنا دیا؛ اس نے فلاں چیز کو اس کے لئے مشتبہ، غیر واضح اور مشکوک بنا دیا (لین اور اقرب)۔

یہ اور اس سے پہلی آیت یہود کے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف دو بڑے اعتراضات کا ذکر کرتی ہیں۔ (1) آپ کی مزعومہ ناجائز ولادت اور (2) صلیب پر آپ کی فرضی موت جو کہ یہودی شریعت کے مطابق ایک لعنتی موت تھی (استثناء 21:23)۔ یہ الفاظ کہ ’’یقیناً ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کر دیا ہے‘‘ ازراہ طنز اور طعن و تشنیع کہے گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ’’ہم نے عیسیٰؑ کو جو خود کو مسیح اور اللہ کا رسول کہتا تھا قتل کر دیا ہے‘‘۔ یہودی کی دلیل یہ تھی کہ عیسیٰؑ صلیب پر مار دیئے گئے ہیں اس لئے یہودی شریعت کے مطابق وہ ایک سچے نبی نہیں ہو سکتے۔ یہ استنباط ان کے مقدس صحیفوں پر مبنی تھا کیونکہ بائبل کے مطابق جو صلیب پر لٹکایا جائے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے اور یہ کہ جھوٹا نبی تباہ کیا جائے گا۔ بائبل کہتی ہے کہ ’’اُس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے۔ تم اسے اسی دن دفن کر دینا کیونکہ جسے پھانسی دی گئی وہ خدا کی طرف سے ملعون ہوتا ہے۔ لہٰذا تم اس ملک کو ناپاک نہ کرنا جسے خداوند تمہارا خدا میراث کے طور پر تمہیں دے رہا ہے‘‘ (استثناء 21:23) پھر لکھا ہے کہ ’’میرا ہاتھ ان نبیوں پر جو بطلان دیکھتے ہیں اور جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں چلے گا‘‘ (حزقی ایل 14:9) اور لکھا ہے کہ ’’اس لئے خداوند یوں فرماتا ہے کہ وہ نبی جن کو میں نے نہیں بھیجا جو میرا نام لیکر نبوت کرتے اور کہتے ہیں کہ تلوار اور کال اس ملک میں نہ آئینگے وہ تلوار اور کال ہی سے ہلاک ہوں گے‘‘ (یرمیاہ 14:15)

بائبل کی ان آیات کی وجہ سے یہودی دعویٰ کرتے تھے کہ چونکہ عیسیٰؑ صلیب پر مارے گئے ہیں اور ہلاک کئے گئے ہیں اس لئے وہ خدا کے سچے نبی نہیں ہو سکتے بلکہ ایک جھوٹے دعویدار اور لعنتی تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کی صلیب کے ذریعے مزعومہ موت کے الزام کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے کہ چونکہ صلیب کے عمل کے مکمل نہ ہونے اور حضرت عیسیٰؑ کے صلیب سے زندہ اتار لئے جانے سے اس الزام کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن حضرت عیسیٰؑ کا محض صلیب پر لٹکائے جانے کی نفی نہیں کرتا بلکہ صلیب پر وفات پانے کا انکار کرتا ہے۔

یہود میں حضرت عیسیٰؑ کی مزعومہ صلیبی موت کے بارے میں دو مختلف مشہور نظریات پائے جاتے ہیں۔ کچھ کے نزدیک پہلے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کیا گیا اور بعد میں آپ کے جسم کو صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ دوسرے اس نظریہ کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر لٹکائے جانے کی وجہ سے مارے گئے۔ پہلے نظریہ کی نشاندہی (اعمال 5:30) سے ہوتی ہے جہاں لکھا ہے کہ ’’جسے تم نے قتل کرکے درخت پر لٹکا دیا تھا‘‘۔ (اردو بائبل میں تحریف کرتے ہوئے اس کا ترجمہ کیا گیا ہے کہ ’’جسے تم نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا‘‘) قرآن ان دونوں نظریات کی یہ کہتے ہوئے تردید کرتا ہے کہ ’’اور وہ یقیناً اسے قتل نہیں کر سکے اور نہ اسے صلیب دے (کر مار) سکے‘‘ ان الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم پہلے حضرت عیسیٰؑ کے کسی بھی رنگ میں قتل کئے جانے کی تردید کرتا ہے اور پھر صلیب پر لٹکا کر مارے جانے کی نفی کرتا ہے۔

لفظ شُبِّہَ مجہول کے صیغہ میں استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ کسی کی طرح دکھایا گیا یا کسی کی مانند بنایا گیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون تھا جو ایک ’’مصلوب کی طرح‘‘ بنا کر دکھایا گیا تھا۔ واضح ہے کہ یہ حضرت عیسیٰؑ تھے جنہیں صلیب پر مارنے یا قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس سے مراد کوئی اور نہیں ہو سکتا کیونکہ سیاق و سباق میں یقینی طور پر کسی اور آدمی کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لئے دوسرے مفسرین کی طرف سے گھڑا جانے والا یہ نظریہ کہ یہودا یا کوئی اور شخص حضرت عیسیٰؑ کی طرح بنایا گیا اور پھر آپؑ کی جگہ پر اسے صلیب دے دی گئی سراسر نامعقول ہے۔ سیاق و سباق کو توڑ مروڑ کر بھی کسی دوسرے شخص کی گنجائش نہیں نکالی جا سکتی جس کا اس آیت میں سرے سے ذکر ہی نہیں۔

حضرت عیسیٰؑ پھر کس کے مشابہ بنائے گئے؟ سیاق و سباق اس سوال کا واضح جواب دیتا ہے۔ یہودیوں نے آپ کو صلیب پر قتل نہیں کیا بلکہ آپؑ ایک مصلوب کی طرح انہیں دکھائے گئے چنانچہ اس بناء پر انہوں نے غلطی سے آپؑ کو مردہ خیال کر لیا۔ اس لئے یہ حضرت عیسیٰ ہی تھے جنہیں ایک مصلوب کے مشابہ دکھایا گیا۔ یہ تشریح نہ صرف سیاق و سباق سے قطعی طور پر مطابقت رکھتی ہے بلکہ تاریخی حقائق سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔

شُبِّہَ لَھُمۡ کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ’’معاملہ ان پر مبہم ہو گیا‘‘ اور یہ تشریح بھی تاریخ سے ثابت شدہ ہے کیونکہ اگرچہ یہود نے یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے عیسیٰؑ کو صلیب پر لٹکا کر مار دیا ہے لیکن انہیں اس کا یقین نہیں تھا اور حالات کے غیر واضح ہونے کی صورت میں یہ معاملہ یقینی طور پر ان کے لئے مبہم ہو گیا تھا۔ بائبل اور مستند تاریخی حقائق اس امر واقعہ کی تائید کرتے ہیں کہ یہودیوں کو خود اس بات کا یقین نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰؑ واقعی صلیب پر فوت ہوئے ہیں یا نہیں۔

اس آیت میں مذکور بیانات کی تصدیق بائبل میں بیان کئے گئے حقائق سے بھی ہوتی ہے:

(1) خود حضرت عیسیٰؑ نے ان الفاظ میں اپنے صلیب پر مارے جانے سے بچ جانے کی پیشگوئی کی تھی: ’’جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کی پیٹ میں رہا ویسے ہی ابنِ آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا‘‘ (متی 12:40) یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے اور زندہ ہی باہر آئے، چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کی اپنی پیشگوئی کے مطابق آپؑ نے زندہ ہی زمین کے اندر (یعنی مقبرہ میں) داخل ہونا تھا اور اس سے زندہ ہی باہر آنا تھا۔

(2) فیصلہ کرنے والا جج حضرت عیسیٰؑ کو معصوم سمجھتا تھا اور آپؑ سے ہمدرد ہونے کے ناطے آپ کی جان بچانے کے لئے فکرمند بھی تھا۔ (متی 27:17،18؛ مرقس 15:9،10،14؛ لوقا 23:4،14،15،20،22؛ یوحنا 18:38،39) اس نے لازمی خفیہ طور پر آپ کو بچانے کی کوشش کی ہوگی یا کم از دوسروں کی ایسی کسی کوشش کو کامیاب ضرور ہونے دیا ہوگا۔

(3) پیلاطوس کی بیوی نے حضرت عیسیٰؑ کی بریت کے حوالے سے

ایک خواب دیکھا تھا۔ ’’جب وہ تختِ عدالت پر بیٹھا تھا تو اس کی بیوی نے اسے کہلا بھجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اِسکے سبب سے بہت دکھ اٹھایا ہے‘‘(متی 27:19) اس پیغام نے یقینی طور پر پیلاطوس کا متاثر کیا ہوگا اور اس کی بیوی نے بھی حضرت عیسیٰؑ کو بچانے کی بھرپور کوشش کی ہوگی۔

(4) پیلاطوس نے حضرت عیسیٰؑ کے صلیب دیئے جانے کا فیصلہ ایسی خوف کی حالت میں سنایا کہ اس نے یہ کہتے ہوئے حقیقتاً اپنے ہاتھ پانی سے دھوئے کہ وہ اس معصوم انسان کے خون سے بری الذمہ ہے۔

(متی 27:24)

(5) پیلاطوس سے جس قدر ہوسکتا تھا اس نے حضرت عیسیٰؑ کی مدد کرنے کی کوشش کی اور سپاہیوں کے افسر نے بھی بظاہر پیلاطوس کی ہدایات پر حضرت عیسیٰؑ سے شفقت کا سلوک کیا۔ ذیل میں مذکور کچھ رعایتیں ہیں جو خصوصی طور پر حضرت عیسیٰؑ کو ہی دی گئیں۔ (الف): ہر مجرم نے اپنی صلیب خود اٹھائی جبکہ حضرت عیسیٰؑ کی صلیب کسی اور آدمی سے اٹھوائی گئی۔ (متی 27:32؛ مرقس 15:21) (ب) عیسیٰؑ کو شراب یا مُر ملا سرکہ پلایا گیا جس کا مقصد آپؑ کے درد کے احساس کو کم کرنا تھا۔ دو چور جنہیں آپ کے ساتھ صلیب دی گئی انہیں یہ مشروب نہیں دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس مشروب کا اثر کم ہونے لگتا اور حضرت عیسیٰؑ درد سے چلّاتے تو درد کے احساس کو کم کرنے کے لئے یہ مشروب آپ کو دوبارہ پلایا جاتا۔

(متی 27:34، 48؛ مرقس 15:23، 36؛ یوحنا 19:29، 30)

(6) سرکہ دیئے جانے کے نتیجے میں جو بیہوشی طاری ہوئی اسے غلطی سے موت سمجھ لیا گیا۔

(یوحنا 19:30)

(7) حضرت عیسیٰؑ صلیب پر محض تین گھنٹے کے قریب رہے (یوحنا 19:14؛ متی 27:46) اور مرقس کے نزدیک صرف چھ گھنٹوں کے لئے (مرقس 15:25، 33) یہ دونوں دورانیے حضرت عیسیٰؑ جیسے جوان آدمی کو صلیب پر مارنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔

(8) جب یوسف آرمیتیا نے آکر عیسیٰؑ کی لاش مانگی تو ’’پیلاطوس نے تعجب کیا کہ وہ ایسا جلد مر گیا‘‘ اور صوبہ دار کو بلا کر اس سے پوچھا کہ اسکو مرے ہوئے دیر ہوگئی ہے؟

(مرقس 15:44)

(9) سپاہیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی ٹانگیں نہیں توڑیں جبکہ دو مجرم جنہیں آپؑ کے ساتھ صلیب دی گئی تھی ان کی ٹانگیں توڑی گئیں۔

(یوحنا 19:32، 33)

(10) حضرت عیسیٰؑ کو دوسرے دو مجرموں کے ساتھ زمین میں دفن نہیں کیا گیا بلکہ آپ کو الگ سے ایک کشادہ مقبرہ میں رکھا گیا جو کہ ایک چٹان کھود کر بنایا گیا تھا اور ایک ایسے باغ میں تھا جو ذاتی ملکیت تھی۔

(مرقس 15:46؛ یوحنا 19:41، 42)

(11) یہود کو خود اس بات پر یقین نہیں تھا کہ عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں کیونکہ وہ پیلاطوس کے پاس گئے اور اس سے مطالبہ کیا کہ اس کی ٹانگیں توڑی جائیں۔

(یوحنا 19:31)

(12) یہود کے دماغ میں یہ خیال کھٹک رہا تھا کہ عیسیٰؑ زندہ ہیں اور اپنے ہمدردوں کی مدد سے مقبرہ سے شاید نکل جائیں۔ انہیں عیسیٰؑ کی یہ پیشگوئی بھی یاد تھی کہ وہ انہیں یونسؑ نبی جیسا معجزہ دکھائیں گے اور زمین میں سے زندہ نکل آئیں گے، چنانچہ انہی خیالات کے باعث سردار کاہن اور فریسی جمع ہو کر پیلاطوس کے پاس آئے اور کہا کہ ’’خداوند ہمیں یاد ہے کہ اس دھوکے باز نے جیتے جی کہا تھا میں تین دن کے بعد جی اٹھوں گا۔ پس حکم دے کہ تیسرے دن تک قبر کی نگہبانی کی جائے‘‘۔ پیلاطوس نے انہیں اپنے طور پر انتظامات کرنے کا کہا۔ ’’پس وہ پہرے والوں کو ساتھ لے کر گئے اور پتھر پر مہر کر کے قبر کی نگہبانی کی‘‘۔

(متی 27:62، 66)

(13) پہرے اور پتھر کر مہر کرنے کے باوجود تیسرے دن کے طلوع ہونے سے قبل عیسیٰؑ مقبرہ سے جا چکے تھے کیونکہ جب مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم مقبرہ دیکھنے آئیں اور انہوں نے پتھر کو ہٹا ہوا اور مقبرہ کو خالی پایا (متی 28:1-6؛ مرقس 16:1-6)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہرے پر مقرر آدمی بھی اس منصوبہ کا حصہ تھے اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھیوں نے انہیں اعتماد میں لیا ہوا تھا۔

(14) مقبرہ سے نکلنے کے بعد حضرت عیسیٰؑ چھپ کر ادھر ادھر جاتے تا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود پھر سے آپ کو گرفتار کروا دیں۔

(مرقس 16:12؛ یوحنا 20:19، 26؛ 21:4)

(15) مریم مگدلینی اور دوسرے حواریوں نے عیسیٰؑ کو حقیقتاً جسمانی شکل میں دیکھا تھا۔ (مرقس 16:9، 12)

(16) حضرت عیسیٰؑ نے انہیں اپنے زخم دکھائے تا کہ انہیں یقین کروا سکیں کہ وہ کوئی روح نہیں بلکہ گوشت اور خون سے بنا ہوا ایک انسان ہیں اور جو وجود وہ اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں یہ وہی جسمانی وجود ہے جسے صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ (لوقا 24:39، 40؛ یوحنا 20:27)

(17) مقبرہ سے نکلنے کے بعد حضرت عیسیٰؑ کو بھوک محسوس ہوئی تو انہوں نے اپنے حواریوں سے کھانا لے کر کھایا۔ (یوحنا 21:5، 13؛ لوقا 24:41، 42، 43) مذکورہ بالا حوالہ جات دیگر کے علاوہ یہ بات بالبداہت ثابت کرتے ہیں کہ عیسیٰؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور یہ کہ جب آپ صلیب سے اتارے گئے اور مقبرہ میں رکھے گئے تو اس وقت آپ زندہ تھے اور جیسا کہ آپ نے خود پیشگوئی کی تھی تیسرے دن علی الصباح اس میں سے زندہ باہر آگئے اور مزید برآں یہ کہ آپ مخفی طور پر اپنے حواریوں سے ملے اور انہیں یہ یقین دہانی کروائی کہ آپ فوت نہیں ہوئے۔

(18) عیسیٰؑ نے یہ کہا تھا کہ ’’اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں۔ مجھے انکو بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنیں گی۔ پھر ایک ہی گلّہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا‘‘ (یوحنا 10:16) ان الفاظ میں آپ اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کی طرف نشاندہی کر رہے تھے جو افغانستان اور کشمیر وغیرہ کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے صلیب پر لعنتی موت سے معجزانہ نجات کے بعد انہی قبائل کی تلاش میں حضرت عیسیٰؑ مشرق کی طرف آئے تھے اور انہی کے درمیان کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہیں۔ مستند تاریخی شہادتوں نے یہ حقیقت ثابت کر دی ہے کہ سری نگر میں محلہ خان یار کے مقبرہ کا مقدس مکین کوئی اور نہیں بلکہ عیسیٰؑ ابن مریم ہیں۔

(فائیو والیم شارٹ کمنٹری جلد 2 صفحہ 725-729)

اک خط بھی لکھتے رہو ماہانہ وار

اُس کو یاد کرتے رہو مستانہ وار
عشق وہی ہے جو ہو دیوانہ وار
ربط مسلسل ضروری ہے ویسے
اک خط بھی لکھتے رہو ماہانہ وار

عمیر احمد انجم

ضیاء الرحمٰن طیب۔ صدر جماعت احمدیہ گابون

جلسہ سیرۃ النبیؐ جماعت احمدیہ گابون

جماعت احمدیہ گابون کو مؤرخہ 9؍اکتوبر 2022ء کو جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا آغاز مشن ہاؤس میں صبح 11 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر فرنچ ترجمہ کے ساتھ ایک حدیث پیش کی گئی بعدہ خاکسار صدر جماعت گابون نے آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کے مختلف پہلو بیان کیئے، بالخصوص خدا تعالیٰ سے محبت کا تعلق قائم کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کا پاک اسوہ اور آپ ﷺ کی عبادات، معاشرتی امن اور گھریلو ذمہ داریوں کی عظیم مثالیں، اور صدقات اور مالی قربانی سے اپنی عاقبت سنوارنے کے احکامات وغیرہ بیان کئے۔

اس کے بعد سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا غیر از جماعت مہمانوں اور احباب جماعت نے اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے اور جماعت کے تعارف کے سلسلہ میں سوالات کیے جن کے تسلی بخش جوابات دیے گئے۔

دعا کی گئی اور جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا اختتام نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد کھانے سے ہوا۔

جلسہ میں 29 احباب و خواتین نے شرکت کی، 11 غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے۔ اس موقع پر لجنہ کی طرف سے مہمان خواتین کو تحائف بھی دیئے گئے۔

اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں ایسی مجالس سے استفادہ کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے عالی شان اسوہ کی پیروی میں اپنی زندگیوں میں نیک اعمال بجا لاسکیں اور اپنی اولادوں کے لئے نیک نمونے قائم کرسکیں۔

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 69

اس سے قبل کے ہم اپنے سلسلہ وار سبق کی طرف لوٹیں آج کے سبق میں ہم امالہ کا تنقیدی اور تفصیلی جائزہ پیش کریں گے۔

امالہ Declension

اردو گرامر کے اس اصول کے مطابق بعض مخصوص صورتوں میں گفتگو یا تحریر کی روانی کو قائم رکھنے کے لئے الفاظ کی شکل بدل دی جاتی ہے۔ جیسے ایسے الفاظ جن کے آخر پر الف ہو یا کسی لفظ کی آخری آواز الف سے ملتی جلتی ہو جیسے لفظ جلسہ کے آخر پر الف نہیں ہے مگر آخری آواز الف کی ہی ہے تو ایسے الفاظ کے آخری حرف کو ہٹا کر (ے) لگا دیتے ہیں۔ جیسے بجائے یہ کہنے کے کہ جلسہ پر ہزاروں مہمان آئے اس کو بدل کر یہ کہیں گے کہ جلسے پر ہزاروں لوگ آئے۔

مزید امثال: لڑکا نے کہا کی بجائے لڑکے نے کہا۔ گھوڑا نے دوڑ لگائی کی بجائے گھوڑے نے دوڑ لگائی۔ کتا نے کاٹا کی بجائے کتے نے کاٹا۔

اصول

1۔ لفظ کے آخر پر الف ہو یا الف جیسی آواز ہو جیسے ہ اور ع دونوں جب اردو میں کسی لفظ کے آخر پر آتے ہیں تو عموماً الف کی آواز دیتے ہیں جیسے جلسہ، بچہ، انڈہ، پھندہ، گندہ، جمعہ، موقع، واقعہ، مسئلہ، تنازع، وغیرہ۔ جب ایسے الفاظ کے بعد حرف ربط یعنی preposition آئے تو آخری الف، ہ، ع وغیرہ کو (ے) سے بدل دیتے ہیں۔

2۔ اصول نمبر 1 کا اطلاق صرف مذکر الفاظ پر ہوتا ہے مونث کا امالہ نہیں ہوتا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اردو میں اکثر مونث الفاظ کے آخر پر (ی) آتی ہے۔ جیسے گھوڑی، ہتھوڑی، لڑکی، بچی، تکی۔ تاہم اگر ایسا نہ بھی ہو اور مونث لفظ کے آخر پر الف بھی ہو تب بھی اس کا امالہ نہیں کرتے کیونکہ وہ مونث ہوتا ہے جیسے بندریا، کتیا وغیرہ۔

3۔ اصول نمبر ایک کا اطلاق مشہور شہروں اور جگہوں پر بھی ہوتا ہے تاہم جدید اردو میں اس کا استعمال بہت کم ہے یا محض غیر رسمی بول چال تک محدود ہو گیا ہے۔ مثلاً جدید تحریر و تقریر میں سرگودھا کو سرگودھے وغیرہ نہیں لکھا اور کہا جاتا۔ تاہم اس اصول کے مطابق ایسے تمام شہروں اور جگہوں کے ناموں کا امالہ کیا جاسکتا ہے جن کے آخر پر الف، ہ، ع وغیرہ آتے ہیں جیسے مکہ، مدینہ، سرگودھا، آگرہ، کوئٹہ، بصرہ، ڈھاکہ وغیرہ کی امالہ کرنے کے بعد شکل بدل جاتی ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ جدید اردو میں فلاں اصول کا استعمال نہیں ہو رہا یا بہت ہی کم ہو رہا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ غلط ہے اور وہ صحیح ہے بلکہ اس کا محض یہ مطلب ہوتا ہے کہ زبان کا بھی ایک ارتقائی سفر ہے جس میں بہت کچھ نیا شامل ہوتا ہے اور بہت کچھ ترک کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے احمدی کلچر اور معاشرے میں بھی ربوہ کو ربوہ ہی کہا جاتا ہے۔ بہت ہی کم لوگوں کو ربوے کہتے سنا ہے اور لکھا تو بلکل نہیں جاتا۔ خاکسار کا مشاہدہ ہے کہ امالہ زیادہ تر اسم نکرہ یعنی Common nouns کا کیا جاتا ہے۔ جیسے لڑکا، کتا، بلا وغیرہ جبکہ اسم معرفہ یعنی Proper Nouns کا امالہ بہت ہی کم دیکھنے میں آتا ہے۔ جیسے رانا کو بلاؤ کی بجائے کہا جاتا ہے رانے کو بلاؤ۔

4۔ ملکوں اور براعظموں کے ناموں کا امالہ نہیں کیا جاتا۔ جیسے مثال کے طور پر برطانیہ، امریکا، افریقہ، کینیا، کینیڈا، سری لنکا، آسٹریلیا، کوریا، چائنا، ارجنٹینا، البانیہ، بوسنیا، چیچنیا، سربیا، وغیرہ مذکر بھی ہیں اور ان کے آخر میں الف یا ہ بھی آتی ہے، لیکن اس کے باوجود ان کا امالہ نہیں کیا جاتا، کیوں کہ اردو تہذیب کا حصہ نہ ہونے کے باعث ان کا امالہ لسانی حسن اور روانی کو نقصان پہنچائے گا۔ اردو تہذیبی دنیا سے مراد ہندوستان، پاکستان اور مشرقِ وسطیٰ کے شہر ہیں جن سے ہمارے مذہبی اور ثقافتی روابط ہیں۔ وہ شہر یا جگہیں، جن کا تعلق اردو تہذیبی دنیا سے نہیں ہے، ان کا امالہ بھی نہیں کیا جاتا۔ اس اصول کے تحت کیلیفورنیا، کیرولائنا، فلاڈیلفیا، منیلا، آٹووا، انقرہ، بارسلونا، کینبرا، ایڈنبرا، وغیرہ کا امالہ نہیں کیا جائے گا۔

5۔ وہ الفاظ جن کی واحد اور جمع ایک ہی لفظ سے ادا ہوتی ہے ان کا امالہ بھی نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر فصیح اردو میں ابا، دادا، چچا، پھوپھا، دیوتا، راجا، وغیرہ کی جمع نہیں بولی جاتی، اس لیے ان کا امالہ بھی نہیں ہوتا۔ البتہ بعض صورتوں میں تنقید کرنے، طنز کرنے یا حقارت وغیرہ کے لئے بعض رشتوں کا امالہ کی جاتا ہے۔ جیسے تمہارے ابے کا قصور ہے۔ یہاں ابا کا امالہ باپ کو ملزم کرنے کے لئے تنقیدی انداز میں کیا گیا ہے اور غیر تہذیبی انداز گفتگو ہے۔

ایک آخری بات جو اس سے پہلے بھی الفضل میں شائع امالہ کے موضوع پر شائع ہونے والے مضمون میں شائع ہو چکی ہے یہ ہے کہ جب گفتگو یا بول چال میں امالہ کیا جائے تو پھر اسے لکھا بھی اسی طرح جائے۔ کیونکہ درست وقت پر اصول کے مطابق امالہ کرنے سے حسن تحریر و تقریر میں اضافہ ہوتا ہے اور روانی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے جمعہ کی نماز میں خوب حاضری تھی کی بجائے جمعے کی نماز میں خوب حاضری تھی زیادہ موزوں ہے۔ تاہم اگر مضاف استعمال کریں جیسے نمازِ جمعہ میں خوب حاضری تھی تو امالہ نہیں کریں گے۔ بہر حال جمعہ ایک اسم معرفہ بھی ہے کیونکہ یہ ہفتے کے ایک دن کا نام ہے تو اس لئے جہاں یہ اسم معرفہ ہو وہاں امالہ نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ جیسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ کے روز نشر ہوگا۔ جلسہ سالانہ جمعہ، ہفتہ، اتوار تین دن ہوگا۔ ایک اور قابل غور بات یہ ہے کہ اسم معرفہ جب جملے کے آغاز میں آئے تو بعض صورتوں میں اس کا امالہ کیا جاتا ہے۔ جیسے جمعے کو تہجد ہوگی۔ ہفتے کو عالمی بیعت ہوگی۔ لیکن یہ انسانوں اور جگہوں کے ناموں کے ساتھ عام طور پر نہیں کیا جاتا۔ جیسے سرگودھا کے مالٹے بہت مشہور ہیں۔

بعض مزید مثالیں

بچہ: بچے نے دودھ پیا یا نہیں۔ تو یہاں بچہ کے بعد حرفِ ربط نے آیا ہے اس لئے امالہ ضروری ہے۔ جیسے بچہ نے دودھ پیا موزوں نہیں۔ ایک اور مثال دیکھیں اِس بچے نے شرارت کی ہے۔ چھوڑیں جانے دیں بچہ ہے۔ تو بچہ کے بعد جب حرفِ ربط نہیں آیا تو بچہ موزوں ہے۔ میرے ساتھ بس ایک بچہ جائے گا، فیصلہ کرلو کس بچے نے جانا ہے۔ سایہ: درخت کا سایہ بہت گھنا ہے۔ آپ سائے میں بیٹھ جائیں۔ یہاں بھی سایہ کے بعد حرفِ ربط میں آیا ہے تو امالہ ہوگیا۔

امالہ کے بارے میں تفصیلی گفتگو کے بعد ہم مندرجہ ذیل نتائج پر پہنچتے ہیں۔ امالہ عام طور پر اسم نکرہ یعنی Common Nouns کا کیا جاتا ہے جیسے بچہ، سایہ، جلسہ وغیرہ۔ اسم معرفہ کا امالہ انسانوں کے ناموں کا بلکل نہیں کیا جاتا۔ ایسے ملکوں، شہروں یا جگہوں کے ناموں کا بھی نہیں کیا جاتا جن کا اردو زبان، تہذیب اور کلچر سے گہرا تعلق نہیں ہے جیسے مغربی ممالک، شہر، جگہیں وغیرہ۔ نیز اردو زبان والے علاقوں کا امالہ بھی غیر رسمی گفتگو میں ہی سنائی دیتا ہے رسمی گفتگو اور تحریر میں نہیں کیا جاتا۔ جیسے عام بول چال میں گوجرہ کو گوجرے، سرگودھا کو سرگودھے، آگرہ (ہندوستان کا شہر) کو آگرے وغیرہ کہا جاتا ہے لیکن رسمی، ادبی، قانونی زبان میں ایسا نہیں کیا جاتا یا کم از کم موجودہ اردو میں نہیں کیا جاتا۔ آخری نکتہ یہ کہ جہاں سب اصول موجود بھی ہوں وہاں امالہ کرنا یا نہ کرنا مقرر یا مصنف کی صوابدید یعنی مرضی پر منحصر ہوتا ہے مثلاً حضرت مصلح الموعودؓ نے اپنی تحریر و تقریر میں لفظ عرصہ کو عرصے اور موقع کو موقعے میں تبدیل نہیں کیا۔ تاہم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دیگر جگہوں پر آپؓ نے امالہ کیا ہو۔ پس بات کا مقصد یہ ہے کہ امالہ کا دارومدار مقرر و مصنف کی مرضی، تحریر و تقریر کی روانی و حسن وغیرہ پر منحصر ہے۔

تھوڑے عرصہ میں۔ لمبے عرصہ تک

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 160-161)

تو مومن کو اپنی کوششوں میں سے ایک خانہ خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑنا ضروری ہوتا ہے۔ درحقیقت سچی بات یہ ہے کہ مومن کبھی بھی ایسے موقع پر نہیں پہنچا، اور دراصل کوئی شخص بھی ایسے موقع پر نہیں پہنچا، جس کو اس دنیا میں کامل موقع کہا جا سکے۔ یعنی یہ کہا جا سکے کہ اب کوئی رستہ کمزوری کا باقی نہیں رہا۔ فرق صرف یہ ہے کہ مومن سمجھتا ہے ابھی کامیابی کا راستہ ہے، لیکن غیر مومن سمجھتا ہے اب کوئی راہ نہیں۔

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 188)

بقیہ: دل پاک نہیں ہوسکتا...... از صفحہ 3

لئے ضروری ہے۔ اگر پاکیزگی نہیں تو خدا نہیں ملتا۔ پس عورتوں کے پردہ سے پہلے مردوں کو کہہ دیا کہ ہر ایسی چیز سے بچو جس سے تمہارے جذبات بھڑک سکتے ہوں۔ عورتوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا، ان میں مِکس اَپ (mix up) ہونا، گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بک (facebook) پر یا کسی اور ذریعہ سے چیٹ (chat) وغیرہ کرنا، یہ چیزیں پاکیزہ نہیں رہتیں۔

(خطبہ جمعہ 13/ جنوری 2017ء)

نیک لوگوں کی نگاہ کا نیک اثر

اس طرح ایک نگاہ ایسی ہے جو نیک لوگوں پر پڑتی ہے یا نیک لوگوں کی اپنے مریدوں پر پڑتی ہے۔ والدین کی شفقت بھری نگاہ اولاد کے لیے اور اولاد کی محبت بھری نگاہ اپنے والدین کے لیے بھی دل پر نیک اثر چھوڑتی ہے اور آپس میں محبت بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ دل آپس میں ملتے ہیں جو محبت بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ الغرض آنکھ جو کیمرہ کا کام کرتی ہے اسے بدنظری سے بچاتے ہوئے نیک نگاہ سے ایسی تصویر اپنے کیمرہ میں محفوظ کرنی چاہیے جو دل پر اچھا اثر منعکس کرے اور دل کو پاک بنا دے۔ آمین۔

(ابوسعید)

ٹرانسکرپشن و کمپوزنگ۔ ابو اثمار اٹھوال

This Week with Huzoor

11/ نومبر 2022ء

مؤرخہ 6/ نومبر 2022ء کو بیلجیئم کی نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات کاشرف نصیب ہوا جس کے لیے خواتین برسلز میں واقع بیت المجیب مسجد میں جمع ہوئیں۔ دعا کے بعد تمام لجنہ ممبرات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے رہنمائی حاصل کی بشمول سیکرٹری تبلیغ جنہیں حضور انور ایدہ اللہ نے بیعت کا ٹارگٹ بڑھانے کا ارشاد فرمایا تھا جس کی تفصیل ذیل میں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: آپ کا ٹارگٹ 340 سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے بعد استفسار فرمایا کہ یہاں آپ کی مرکزی سطح پر کتنی عاملہ ممبرات ہیں؟

سیکرٹری تبلیغ: 26

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: اور (اس کے علاوہ) لوکل سطح پر بھی ہیں۔ اگر آپ ہر عاملہ ممبر کو ایک بیعت کا ٹارگٹ دیں تو آپ کو کم از کم آدھا ٹارگٹ تو حاصل ہو جائے گا۔ اس کے بعد فرمایا مزید کیا کر رہی ہیں؟

سیکرٹری تبلیغ: اس سال ہماری کوشش ہے کہ ہم یونیورسٹیز میں نمائش اور لیکچرز کے ذریعہ تبلیغ کریں نیز ہم بیعتوں کے ٹارگٹ کے حصول کیلئے ایک خصوصی ٹیم بھی تشکیل دے رہی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’عام طور پر تو پڑھے لکھے لوگ مذہب سے لاتعلق ہوتے ہیں۔ وہ مذہب میں دلچسپی نہیں لیتے گو کہ وہ آپ سے بہت سی چیزوں پر تبادلہ خیال تو کرتے ہیں اور آپ کو بھی لگتا ہے کہ انہیں مذہب سے بہت دلچسپی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ پس آپ کو رابطے قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے نیز عام عوام کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ عربوں میں سے اور لوکل بیلجیز میں سے لوگوں کو تلاش کریں۔ اسی طرح ایشیئنز میں سے جو یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں مختلف اقوام پر توجہ دینے کی کوشش کریں، مختلف گروپس کے لئے اپنی ٹیمیں بنائیں۔ عربوں کے لئے ایک ٹیم ہو، ایشیئنز کے لئے علیحدہ ٹیم ہو اور لوکل لوگوں کے لئے علیحدہ ٹیم ہو۔ اس طرح آپ اپنا ٹارگٹ حاصل کر سکتی ہیں یا کم از کم آپ پیغام کو پھیلا سکتی ہیں۔‘‘

ایک عاملہ ممبر نے بیان کیا کہ میرا نام انعم ارسلان ہے اور مجھے بطور سیکرٹری تربیت خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: آپ کے تربیت کے کیا پلان ہیں؟

سیکرٹری تربیت: نمازوں میں 100 فیصد ادائیگی کے حوالہ سے ہم ہر دو ماہ بعد عشرہ تربیت منا رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’بچوں کو نمازیں پڑھانے کا بھی پروگرام بنائیں۔ یہ بھی ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی نمازوں کی بھی نگرانی کریں چاہے وہ لڑکے ہیں یا لڑکیاں۔ یہ بھی پروگرام میں شامل کریں اور بچوں سے دینی باتیں بھی کیا کریں تا کہ ان کو دین کا بھی پتہ لگے۔ ماؤں کو کہیں کہ بچوں کے ساتھ گھروں میں (دینی) باتیں کیا کریں۔ باپ اگر نہیں کرتے تو کم از کم مائیں تو کریں شاید اس بہانے باپوں کو بھی شرم آجائے۔‘‘

سیکرٹری تربیت: جی ان شاءاللہ... ہمارے اس سال کے ٹارگٹ میں پردہ اور شادی بیاہ کے موقعہ پر جو بد رسومات ہیں اس کے حوالے سے ٹاسک شامل کیے گئے ہیں اور ہماری اس سال کی جو شوریٰ کی تجویز تھی اس میں ماؤں کو تربیت اولاد کے حوالہ سے جو مسائل پیش آ رہے ہیں اس کے لئے آگاہ کرنا تھا۔ اس کے لئے ہم لائحہ عمل تیار کر رہے ہیں تو اس کے بارے میں بھی حضور ایدہ اللہ سے رہنمائی فرمانے کی درخواست ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’ٹھیک ہے وہ بنائیں۔ ایک لسٹ بنا لیں کہ کس قسم کے مسائل ہیں۔ تقریباً سارے مسائل بیان کیے جا چکے ہیں۔ مختلف حوالوں، خطبوں، تقریروں اور اقتباسات سے اس کا جواب لیں، ماؤں کو پتا ہونا چاہیے کہ کس طرح انہوں نے جواب دینے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ماؤں اور بچوں کی، باپوں اور بچوں کی آپس میں دوستی ہونی چاہیے تا کہ ایک دوسرے سے اپنے مسائل شیئر کریں۔ جب تک یہ شیئر کرنے کی عادت نہیں آئے گی اور interaction نہیں ہو گا تب تک مشکلات ہوں گی۔ پہلے بچوں سے پوچھیں کہ کیا کیا مسائل ہیں؟ پھر ان کے جواب تیار کریں۔ ماؤں سے بعد میں پوچھیں پہلے لڑکیوں سے، ناصرات سے، لڑکوں سے، 15سال سے کم عمر کے لڑکوں سے پوچھیں پھر خدام الاحمدیہ کے ساتھ تعاون کر کے 15 سال کے اوپر کے لڑکوں سے پوچھیں۔‘‘

سیکرٹری تربیت: جی ان شاءاللہ

سیکرٹری نومبائعات نے ذکر کیا کہ وہ لجنات جنہوں نے حال ہی میں احمدیت کو قبول کیا ہے اور وہ غیر پاکستانی ہیں وہ ان میٹنگز میں شامل نہیں ہوتیں جن کا اکثر حصہ اردو زبان میں ہوتا ہے۔ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ سے پوچھا کہ ان کو کس طرح ترغیب دلائی جا سکتی ہے کہ وہ ان پروگرامز میں شامل ہوا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’ایک جنرل میٹنگ بھی ہونی چاہیے جیسا کہ میں نے لجنہ کو بتایا ہے کہ ان کو ایسا پروگرام بنانا چاہیے جس میں آدھا پروگرام اردو زبان میں ہو اور بقیہ حصہ مقامی زبان میں ہو یا اگر لجنہ کی ممبرات میں سے آدھی سے زیادہ مقامی خواتین ہوں تو 70 فیصد مقامی زبان میں ہو اور 30 فیصد اردو میں ہو۔ اس کے علاوہ آپ کو نومبائعات کے ساتھ علیحدہ میٹنگ بھی رکھنی چاہیے تا کہ آپ ان کی تربیت کر سکیں۔‘‘

سیکرٹری نومبائعات: جی ان شاءاللہ

سیکرٹری نومبائعات: حضور! جب بچی 12 سال کی ہوتی ہے تو عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ جماعتی کاموں میں ان کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’اس لیے کم ہو جاتی ہے کہ ماؤں کی دلچسپی کم ہے۔ جیسا کہ ابھی بھی میں یہ کہہ چکا ہوں کہ مائیں اپنی بچیوں کو دوست بنائیں اور ان سے باتیں کیا کریں اسی طرح آپ لوگ بھی ایسے پروگرام بنائیں جو ان کی دلچسپی کے ہوں۔ قرآن و حدیث تو بے شک پڑھائیں لیکن ان سے پوچھیں کہ تم لوگ اجلاسات میں آتے ہو، تم لوگ بتاؤ کہ تمہاری دلچسپی کے کون کون سے پروگرام ہیں جو ہم کریں تو تم لوگ دلچسپی لو گے اور آیا کرو گے۔ اسی میں دینی پروگرام شامل کر کے یا بدل کر بنایا جا سکتا ہے۔ ایک تو ماؤں کو بھی تیز کریں جیسا کہ میں نے سیکرٹری تربیت کو کہا تھا۔ اگر مائیں اپنا صحیح رول ادا کر رہی ہیں تو لڑکیاں پھر active رہیں گی۔ مائیں پوچھتی کوئی نہیں۔ ان کو اپنے گھروں سے ہی فراغت نہیں ملتی۔ بچیوں کو کوئی پوچھتا نہیں ہے سکول جاتی ہیں اور واپس آجاتی ہیں۔ وہ دنیا کے ماحول میں پل رہی ہیں دنیا کے ماحول میں پلنے سے تو کچھ نہیں ہو گا۔ آپ لوگوں کو زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ لجنہ کو بھی اور ماؤں کو بھی۔‘‘

سیکرٹری نومبائعات: جی ان شاءاللہ۔حضور

سوال: حضور میرا ایک سوال ہے کہ لجنات تحریک وقف عارضی میں کس طرح شامل ہو سکتی ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’جس طرح اپنے کاموں کے لیے باہر پھر سکتی ہیں۔ اسی طرح وقف عارضی کر لیا کریں۔ اگر شہر سے باہر نہیں جانا تو اپنے شہر میں ہی لٹریچر تقسیم کرتی رہیں۔ اپنے بیٹوں کو یا اپنی بیٹیوں کو، کسی کو ساتھ لے لیں۔ پمفلٹ تقسیم کیا، بروشر تقسیم کیا، اسلام کے بارے میں بتایا کہ میں پردے میں ہوں لیکن پردے کا مطلب کیا ہے؟ میں آزاد ہوں۔ حالات کے مطابق کسی ایسی جگہ نہ چلی جائیں جہاں مار پڑنے لگ جائے۔ اسی طرح اپنے ذاتی رابطے رکھیں، اپنے تعلقات کو وسیع کریں، اپنے تعلقات کو بڑھائیں اور ان کو تبلیغ کریں۔ اسی طرح وقف عارضی میں قرآن شریف پڑھانے اور تربیت کی باتیں بتانے کے لیے اپنے آپ کو پیش کر سکتی ہیں۔ اپنے حلقہ میں بتائیں کہ میں دو ہفتے دے رہی ہوں۔ میں قرآن شریف بھی پڑھا سکتی ہوں اور باقی تربیتی کام بھی کر سکتی ہوں۔ پھر صدر لجنہ اور جو بھی وقف عارضی کی انچارج ہیں وہ آپ کو بتا دے گی کہ کہاں جا کر کیا پڑھانا ہے۔ اب تو آن لائن بھی پڑھایا جا سکتا ہے۔ تو بہت سارے ذریعے ہیں کام کرنے کے۔ تبلیغ کا بھی کام کیا جا سکتا ہے۔ تربیت کا بھی کام کیا جا سکتا ہے وقف عارضی میں۔ مرد جس طرح کرتے ہیں ویسے ہی عورتیں کریں۔ فرق کیا ہے مردوں اور عورتوں میں؟ مردوں سے پوچھیں وہ کس طرح کرتے ہیں۔ جس طرح مرد کرتے ہیں ویسے ہی عورتیں کر لیا کریں۔ ایک طرف تو کہتی ہیں کہ women right women right ہم عورتیں مردوں کے برابر ہیں۔ اگر عورتیں مردوں کے برابر ہیں تو پھر مردوں کے برابر کام بھی کریں۔ پھر ڈرتی کیوں ہیں۔‘‘

سوال: ہم اسٹوڈنٹ طلبہ کس طرح احسن رنگ میں تبلیغ کر سکتی ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’اسی طرح جس طرح میں نے ابھی ان کو بتایا ہے لٹریچر دیں، اپنے فیلو اسٹوڈنٹ سے تعلقات بڑھائیں۔ ان کو یونیورسٹی میں بتائیں کہ میں احمدی ہوں۔ اگر آپ کے اچھے اخلاق ہوں گے Morally آپ دوسروں سے بہتر ہوں گی۔ یونیورسٹی میں جب نماز کا وقت ہو گا تو آپ نماز پڑھ رہی ہوں گی تو لڑکیاں آپ کو دیکھ کے سمجھیں گی کہ آپ دوسری لڑکیوں سے تھوڑی مختلف ہیں اور پھر خود بھی تعلق رکھیں گی تو اس طرح تعلق بڑھیں گے۔ اسی طرح تبلیغ کریں۔ اسی طرح پھر یونیورسٹیوں میں اگر ممکن ہو تو سیمینار بھی منعقد کریں بعض دفعہ تو دنیاوی موضوعات پر سیمینار ہوتے ہیں اور بعض دفعہ کسی دینی

بقیہ صفحہ 13 پر

رپورٹ: ملک بشارت احمد۔ مبلغ سلسلہ کینیا

نیشنل سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کینیا

الحمدللہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے مشرقی افریقہ کے ملک کینیا کی مجلس خدام الاحمدیہ کو اپنا اڑتیسواں اور مجلس اطفال الاحمدیہ کو اپنا آٹھواں سہ روزہ نیشنل سالانہ اجتماع مؤرخہ 16-18/ ستمبر 2022ء کو اپنے ہیڈ کوارٹر نیروبی میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جس کی مختصر رپورٹ بغرضِ دعا پیش خدمت ہے۔

اجتماع کے کامیاب انعقاد کے لئے کئی میٹنگز کی گئیں جن میں انتظامات کا جائزہ لیا گیا۔ مختلف شعبہ جات کو ان کی ڈیوٹیوں کے حوالے سے تفصیلی ہدایات دی گئیں۔ کرونا جیسی موذی وبا کی وجہ سے گزشتہ دو سال سے اجتماع منعقد نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے امسال خدام واطفال ایک خاص جذبے کے ساتھ اجتماع میں شامل ہوئے۔ امسال اجتماع کا مرکزی موضوع ''خلافت توحید الٰہی کی ضامن ہے'' تھا۔ تمام پروگرامز اس موضوع کے حساب سے ترتیب دیئے گئے۔

پہلا دن 16/ ستمبر بروز جمعہ

16/ ستمبر کی صبح سے ہی ملک بھر کے 12 ریجنز سے خدام و اطفال نیروبی پہنچنا شروع ہو گئے۔ شعبہ رجسٹریشن نے سب شاملین کی رجسٹریشن کی اور انہیں اجتماع میں شمولیت کا کارڈ جاری کیا۔ نمازِ جمعہ اور عصر کے بعد خدام و اطفال نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور پھر کینیا وقت کے مطابق سہ پہر تین بجے پیارے آقا جان حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز خطبہ جمعہ بڑے شوق اور انہماک سے سماعت فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے بعد باقاعدہ اجتماع کا آغاز پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا۔ تمام خدام و اطفال اپنے اپنے ریجن کی لائنوں میں بڑے وقار کے ساتھ کھڑے تھے۔ یہ منظر بہت ہی بھلا نظر آتا تھا۔ مکرم امیر صاحب کینیا نے لوائے احمدیت اور مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام کا جھنڈا لہرایا۔ دورانِ تقریب پرچم کشائی فضاء نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھی۔ پرچم کشائی کے آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ بعد ازاں تمام خدام و اطفال اپنی اپنی لائنوں میں افتتاحی اجلاس میں شمولیت کے لئے احمدیہ ہال جسے اجتماع کے لئے خوبصورت جھنڈیوں اور بینرز سے سجایا گیا تھا میں داخل ہوئے۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم فاروق زید صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیا نے کی۔ اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا سواحیلی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ نظم کے بعد خدام و اطفال دونوں کے عہد دہرائے گئے۔ پھر مکرم صدر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ جس نے ہمیں امسال اجتماع کرنے کی توفیق بخشی۔ تمام کارکنان کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بہترین انداز میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ تمام شاملین کو اپنی دعاؤں، کوششوں، نظم وضبط اور اطاعت کرتے ہوئے بانیٔ تنظیم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خواہشوں اور امیدوں کے مطابق اجتماع کو کامیابی سے منعقد کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ پنج وقتہ نماز کی ادائیگی، اپنا دینی و دنیاوی علم بڑھانے اور خلیفۃ المسیح اور جماعت کے ساتھ پختہ تعلق قائم کرنے کی بہت ہی مؤثر انداز میں نصیحت فرمائی اور دعا کرائی۔

بعد ازاں مکرم طاہر احمد صاحب نے ''اطاعتِ خلافت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد خدام و اطفال کے علیحدہ علیحدہ علمی مقابلہ جات (تلاوتِ قرآن کریم، حفظِ قرآن، نماز، نظم، حفظِ ادعیہ و احادیث) ہوئے۔ نمازِ مغرب وعشاء کے بعد تمام خدام و اطفال احمدیہ ہال میں اکٹھے ہوئے اور دلچسپ اور معلوماتی پروگرام ''طبی امداد کی ٹریننگ'' میں شامل ہوئے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد اس دن کا آخری پروگرام مجلس سوال و جواب تھی۔ خدام واطفال نے تعلیمی وتبلیغی سوال پوچھے اور اپنے علم میں اضافہ کیا۔

دوسرا دن 17/ ستمبر 2022ء بروز ہفتہ

دن کا آغاز نمازِ تہجد و نمازِ فجر اور درس القرآن سے ہوا۔ ناشتہ کے بعد خدام و اطفال کے علیحدہ علیحدہ ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اطفال کی کھیلوں میں فٹ بال، لاسٹ مین سٹینڈنگ، ریلے ریس اور فلیٹ ریس کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس طرح خدام کی کھیلوں میں بھی فٹ بال، ریلے ریس اور فلیٹ ریس کے مقابلے ہوئے۔ نمازِ ظہر وعصر کے بعد شاملین نے دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات پیغام رسانی، اذان اور جنرل کوئز ہوئے۔ جو شام تک جاری رہے۔ نمازِ مغرب و عشاء

کے بعد دو اہم اور بنیادی موضوع ''اسلام میں شادی'' اور ''وقفِ نو کی اہمیت'' پر ایک مجلس ہوئی جو تعلیمی و تربیتی لحاظ سے بہت ہی مفید ثابت ہوئی۔ اس طرح ایک مصروف دن اپنے اختتام کو پہنچا۔

تیسرا دن 18/ ستمبر 2022ء بروز اتوار

تیسرے دن کا آغاز بھی نمازِ تہجد و نمازِ فجر اور درس القرآن سے ہوا۔ خدام و اطفال ناشتہ تناول فرمانے کے بعد اپنے بقیہ ورزشی مقابلہ جات والی بال، رسہ کشی، میوزیکل چیئر اور ٹیبل ٹینس میں شامل ہوئے۔ تمام خدام و اطفال اپنے علمی و ورزشی مقابلہ جات کے بعد گیارہ بجے احمدیہ ہال میں اختتامی اجلاس میں شمولیت کے لئے جمع ہوئے۔ اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم امیر صاحب کینیا نے فرمائی۔ تلاوتِ قرآنِ کریم اور نظم کے بعد خدام و اطفال دونوں کے عہد دہرائے گئے۔ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کینیا نے خدام و اطفال کے مختلف شعبہ جات کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں سالانہ اجتماع کی رپورٹ پڑھی گئی اور علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن لینے والوں میں مکرم امیر صاحب کینیا نے انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب فرمانے کے بعد دعا کروائی۔ امسال اجتماع کی کل حاضری 251 تھی۔ الحمدللہ

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے مثبت نتائج نکالے اور ہم سب کو اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: This Week with Huzoor ...... از صفحہ 12

موضوع پر سیمینار ہو جائیں۔ Islam and extremism پر سیمینار کر لیں یا اس طرح کے اور موضوع پر سیمنار کر لیں۔ اس سے پھر آہستہ آہستہ پتہ لگ جائے گا کہ اسلام کی کیا تعلیم ہے؟ تبلیغ کے بھی رستے کھلیں گے اور آپ کے تعلقات بھی وسیع ہوں گے۔ پہلے تو یہ ہے کہ اپنا دینی علم بڑھائیں۔ دعاؤں کی طرف توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مضبوط اور staunch احمدی بنائے۔ اس کے بعد پھر نمازوں میں دعاؤں کے ساتھ ساتھ قرآن شریف کا بھی علم حاصل کریں۔ ترجمہ پڑھیں، جماعتی لٹریچر پڑھیں پھر اپنے اچھے اخلاق پیدا کریں۔ سٹوڈنٹ میں اپنے تعلقات وسیع کریں۔ جن کے ساتھ آپ کے فرداً فرداً رابطے ہیں، دوستی ہے، ان کو بھی تبلیغ کریں۔ سیمینار کے ذریعے تبلیغ ہو سکتی ہے پھر جو بہت قریبی دوست ہو جاتی ہیں ان کو اپنے کسی لجنہ کے فنکشن میں لے کے آئیں تو اس طرح پھر آہستہ آہستہ تعلقات وسیع ہو جاتے ہیں۔''

ایک لجنہ ممبر نے عرض کیا کہ حضور! اس سال ہمارا جوبلی سال ہے تو اس کے لیے ہم نے النصرت رسالے کا سپیشل نمبر نکالنا ہے۔ جس کے لیے ہم لجنہ کی تاریخ پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھنا تھا کہ اگر آپ کا کوئی پرسنل واقعہ یا کوئی memory ہو یا حضرت اُمّی جان کا کوئی واقعہ یاد ہو یا پھر آپ کی والدہ صاحبہ نے بتایا ہو کہ کس طرح انہوں نے شروع میں بطور لجنہ صدر کام کیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ''میں نے ان کو کام کرتے ہوئے دیکھا ہے، اجلاسوں میں جاتے دیکھا ہے۔ لجنہ ہمارے گھر میں ہماری والدہ کے پاس جو کہ ربوہ کی صدر ہوتی تھیں دو، دو گھنٹے کام کرنے کے لئے آجاتی تھیں اور شام کو وہ ہفتے کے مختلف دنوں میں اجلاسوں پر چلی جاتی تھیں۔ یہی ہم نے دیکھا ہے، یہی واقعات ہیں۔ یہی محنت ہے جو وہ پرانے زمانے میں کیا کرتے تھے اور پھر خود ان کا دینی علم بھی ہوتا تھا۔ پس عہدیداروں کو اپنا دینی علم بھی بڑھانا چاہیے۔ یہی ہم نے ان میں دیکھا ہے۔ اسی طرح پھر تاریخ سے تاریخ بنتی چلی جاتی ہے۔''

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ: مسعود احمد طاہر۔ گیمبیا

سالانہ ریجنل تربیتی کلاس

برائے اطفال و ناصرات لوئر ریور ریجن۔ گیمبیا

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گیمبیا کے ایک ریجن لوئر ریور ریجن کو امسال اپنی جماعتوں میں سالانہ سمر تربیتی کلاسیں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

یہ کلاسز طلباء و طالبات کو اسکول سے ہونے والی سالانہ تعطیلات کے دوران منعقد کی گئیں تا کہ زیادہ سے زیادہ طلباء ان کلاسوں سے مستفید ہو سکیں۔ تمام ریجن میں یہ کلاسیں لوکل معلّمین کی مدد سے 10 روز کے لئے یکم ستمبر سے 10/ ستمبر 2022ء تک منعقد کی گئیں۔ ریجن کی مختلف جماعتوں میں کل 12 کلاسیں منعقد ہوئیں اور ان میں اطفال، ناصرات اور بچگان ملا کر کل 318 طلباء شامل ہوئے۔ الحمد للہ۔

مذکورہ بالا تربیتی کلاسز کے لئے خصوصی نصاب بنایا گیا اور ریجن میں تقسیم کیا گیا۔ کلاسز کے دوران مختلف مضامین کا احاطہ کیا گیا۔ اور تدریس کے لئے درج ذیل مضامین مقرر کئے گئے۔

- یسرنا القرآن اور ناظرہ قرآن کریم کی تدریس۔
- قرآن کریم کی مختلف سورتوں اور آیات کو حفظ کرنا۔
- قرآن پاک سے منتخب دعائیں برائے حفظ۔
- حدیث کی روزمرہ کی مختلف دعاؤں کو حفظ کرنا۔
- وضو، تیمم اور نماز کا طریق اور اہم مسائل۔ (اقسام، اجزاء، رکعات وغیرہ)
- بنیادی دینی معلومات۔
- اختلافی مسائل۔

ان مضامین کے علاوہ کلاسز کے دوران طلباء کے ذہنی معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی علمی اور اخلاقی تربیت کے لئے مختلف عناوین پر لیکچرز کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جماعتی عہدیداران نے یہ لیکچرز بہت محنت سے تیار کئے۔ لیکچرز کے بعد طلباء کو سوالات کا موقع بھی دیا جاتا رہا۔ ان لیکچرز کے عناوین درج ذیل ہیں:

- سچائی۔
- پنجگانہ نماز باجماعت کا قیام۔
- مالی قربانی کا تعارف اور اہمیت۔
- خلافت کی اطاعت اور محبت۔
- اطفال کا عہد اور اس کی پاسداری۔
- دنیاوی تعلیم کی اہمیت۔

اسلام روحانی و اخلاقی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت پر بھی زور دیتا ہے لہٰذا اس کلاس میں تعلیمی سلسلہ کے ساتھ ساتھ طلباء کی جسمانی صحت کا بھی خیال رکھا گیا اور روزانہ کی بنیاد پر ان کی ورزش کا انتظام کیا گیا۔

کلاس کے حوالے سے ایک خاص بات یہ تھی کہ کلاس کے آخر پر تمام طلباء سے پیارے آقا ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھوائے گئے تا کہ طلباء کا خلافت کے ساتھ تعلق مضبوط ہو اور آئندہ بھی انہیں خط لکھنے کی تحریک ہو۔

کلاسوں کے اختتام پر طلباء کے مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ یہ مقابلہ علمی اور ورزشی دونوں پہلوؤں پر مشتمل تھے۔ ان دس دنوں میں روزانہ کی بنیاد پر طلباء میں ریفریشمنٹ بھی تقسیم کی گئی۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تربیتی کلاسز کو مبارک فرمائے اور ہمیں حقیقی رنگ میں احمدیت کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

ایک سبق آموز بات

کسی کے احمدیت قبول کرنے کی خبر سے خوشی ہوتی ہے جبکہ احمدیت کی مخالفت کی خبروں سے دل دکھتا ہے۔ دیکھا جائے تو مخالفت بھی خوش کن نتائج پیدا کرتی ہے۔ یاد رفتگاں کے مضامین ہوں یا حلقہ بگوش احمدیت ہونے والوں کی آپ بیتی کہیں نہ کہیں یہ ذکر آجاتا ہے کہ ہم نے مخالفت دیکھ کر تحقیق کی اور حق پالیا۔ اس طرح جانی دشمن بھی تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔

مرسلہ: امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

فقہی کارنر

دسویں محرم کو شربت اور چاول کی تقسیم

قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے سوال کیا محرم دسویں کو جو شربت و چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ للہ بہ نیت ایصال ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کا کیا ارشاد ہے؟

(آپ علیہ السلام نے) فرمایا:

ایسے کاموں کے لئے دن اور وقت مقرر کر دینا ایک رسم و بدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہئے کیوں کہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتدا میں اسی خیال سے ہو مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کرلیا ہے اس لئے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو عقائد باطلہ دور نہیں ہوتے۔

(بدر 14/ مارچ 1907ء صفحہ 5)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع و غروب آفتاب

8/ دسمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:25	17:39
مدینہ منورہ		05:30	17:34
قادیان		05:49	17:24
ربوہ		05:29	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:24	15:56